عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ نمبر 10 ★ جلد 7 / 39

دسمبر 2003ء

شوال المکرم ۱۴۲۴ھ

ایس ایس پی جھنگ کی خدمت میں ....

صدقہ فطر کے احکام ۔ رمضان کے بعد ....

فتنہ قادیانیت کا استیصال اور حضرت انور شاہ کاشمیریؒ

کیا مرزا مسرور قادیانی اس واقعہ کی تردید کرسکتا ہے

حضرت مولانا امام الدین قریشی کا انتقال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ نمبر 10 ★ جلد 7 / 39

بانی: مجاہد ختم نبوۃ حضرت مولانا تاج محمودؒ

زیر سرپرستی

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم

پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ العالی

نگران اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر صاحبزادہ طارق محمود

ایڈیٹر حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان

سرکولیشن منیجر رانا محمد طفیل جاوید

منیجر قاری محمد حفیظ اللہ

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا صاحبزادہ عزیز احمد
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا خدا بخش شجاع آبادی	مولانا احمد بخش
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن
مولانا محمد نذر عثمانی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد قاسم رحمانی
مولانا غلام مصطفیٰ	مولانا عزیز الرحمٰن ثانی
مولانا فقیر اللہ اختر	چوہدری محمد اقبال

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ○ مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ ○ مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ ○ مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ

فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ ○ حضرۃ مولانا محمد یوسف بنوریؒ ○ شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ ○ شیخ الحدیث مولانا محمد عبد اللہؒ

حضرۃ مولانا عبد الرحمٰن میانویؒ ○ حضرۃ مولانا محمد شریف جالندھریؒ ○ حضرۃ مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ ○ حضرۃ مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

رابطہ: دفتر مرکزیہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ، حضوری باغ روڈ، ملتان، پاکستان

فون ۵۱۴۱۲۲ - فیکس ۵۴۲۲۷۷

ناشر: صاحبزادہ طارق محمود، مطبع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان، مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوۃ، حضوری باغ روڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمتہ الیوم!

قادیانی خلیفہ یا گونگا مالی	مولانا اللہ وسایا	3
شیزان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کیجئے	ادارہ	5

مقالات ومضامین

ملا ابھی پاور میں نہیں رہا مگر	مولانا سعید احمد جلالپوری	8
رمضان المبارک کے بعد کرنے کے اعمال	سید ابوالحسن علی ندویؒ	25
صدقہ فطر کے احکام	شہید ختم نبوت حضرت لدھیانویؒ	30
عید اور شوال کے فضائل	مولانا محمد زبیر اشرفی	32
نا قابل فراموش...انمول یادیں	صاحبزادہ طارق محمود	37

ردقادیانیت

فتنہ قادیانیت کا استیصال اور حضرت کاشمیریؒ	مولانا قاضی احسان احمد	39
تحقیقات دستگیریہ فی ردھفوات براہین	مولانا غلام دستگیر قصوریؒ	42

متفرقات

حضرت مولانا امام الدین قریشی مرحوم کا سانحہ ارتحال	ادارہ	45
سالانہ ردقادیانیت وعیسائیت کورس	ادارہ	48
تبصرہ کتب	ادارہ	56

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمتہ الیوم!

قادیانی خلیفہ... یا... گونگا مالی؟!

قادیانی جماعت کے چوتھے چیف گرو مرزا طاہر قادیانی کے آنجہانی ہونے کے بعد قادیانی جماعت کا لاٹ پاٹ مرزا مسرور احمد قادیانی کو بنایا گیا۔ مرزا مسرور احمد قادیانی زرعی یونیورسٹی میں پڑھتا رہا۔ اس مناسبت سے چناب نگر کے قادیانی اسے ''مالی'' کہتے ہیں۔ چونکہ مرزا مسرور احمد قادیانی کی کوئی خاص دینی تعلیم نہیں۔ نہ ہی اسے بولنے کا طریقہ وسلیقہ آتا ہے۔ اس لئے اس کو ''گونگا'' بھی کہتے ہیں۔ مرزا مسرور احمد قادیانی کے چناب نگر میں قادیانی مخالف اسے ''گونگا مالی'' کہتے ہیں۔ گونگا شیطان کی پرانی اصطلاح تو جانی پہچانی تھی۔ اب اس گونگے شطیان کو گونگا مالی بنانا یہ قادیانی خانہ ساز اصطلاحات کی فیکٹری کی تازہ ورائٹی ہے۔ مرزا مسرور قادیانی کے متعلق چناب نگر کے واقف قادیانیوں کا کہنا ہے کہ یہ پرلے درجہ کا مغرور بدتمیز اور بدکردار انسان ہے۔ کوئی ایسا انسانی عیب نہیں جو اس میں نہ پایا جاتا ہو۔ بدکرداری میں مرزا محمود قادیانی کا ظل اور بروز ہے۔ ظلی بروزی نبوت کے فیض کا اس نے قادیانی امت کے اطفال لجنہ میں انتقال تام کیا تو مزید شہر سدوم' ربوہ کا پوپ' ربوہ کا مذہبی آمر' ربوہ کا راسپوٹین' تاریخ محمودیت' کمالات محمودیہ' کئی تصانیف پر مشتمل قادیانی لٹریچر تیار ہو جائے گا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا فیض نجو' منشانی' بھانو کو کیا منتقل ہوا چشمہ فیض جاری ہوگیا۔ پوری قادیانیت اس کی فیض رسانی سے شاداب وتر و تازہ ہے۔ ''تازہ پھل'' پکنے سے قبل ہی بیوپاری حضرات کی نذر ہو جاتا ہے۔ مرزا محمود مرزا قادیانی کی ان روایات کا علمبردار تھا اور مرزا مسرور احمد قادیانی' مرزا محمود قادیانی کا بروز ثانی ہے۔ اس گونگے مالی مرزا مسرور قادیانی کے برسراقتدار آتے ہی اس کے بدکرتوتوں سے واقفیت کے باعث ہر قادیانی پریشان ہے۔ اس کے تن بدن پر لرزہ طاری ہے۔ قادیانیت کے محل میں شگاف پڑ رہے ہیں۔ مغربی جرمنی اور امریکہ کے سرکردہ قادیانیوں کا قادیانیت کو خیرباد کہنا اس سلسلہ کی کڑی ہے۔ مرزا مسرور احمد قادیانی کیا آیا قادیانیت کے لئے بھونچال لایا ہے جو قادیانیت کے زوال کا باعث ہوگا۔ اس بھونچال وزلزال کا باعث کیا ہے؟۔ ذیل کے واقعہ سے اس پر کچھ روشنی پڑ سکے گی۔ اس سے شاید قادیانی فائدہ حاصل کر پائیں تو ان کا بھلا ہوگا۔

کیا مرزا مسرور احمد قادیانی اس واقعہ کی تردید کر سکتے ہیں؟

قادیانی صدر عمومی چناب نگر کا پچھتر لاکھ روپے کا فراڈ

مبینہ طور پر معلوم ہوا کہ چناب نگر قادیانی جماعت کا ناظم وقف جدید اللہ بخش صادق تھا۔ اس نے وقف جدید

کے معلم نذیر احمد کو سندھ تھرپارکر، نگر پارکر میرپور قادیانی اسٹیشنوں سے جعلی بیعت فارم پر کرکے بھجوانے کے دھندہ پر لگادیا۔ ان فارموں کی بنیاد پر اللہ بخش صادق وقف جدید چناب نگر کے فنڈ سے ان فرضی افراد کی امداد شو کرکے رقم اپنی جیب میں رکھ لیتا۔ معلم نذیر احمد قادیانی کے علاوہ وقف جدید میں دو تین اہل کار اس نے اپنے ہم نوا بنائے ہوئے تھے۔ ان کو تنخواہ کے علاوہ مزید جیب خرچی مل جاتی تھی۔ معلم نذیر احمد قادیانی خوبرو نوجوان تھا۔ اللہ بخش صادق قادیانی اور دوسرے اس کے ہجولی، معلم نذیر احمد قادیانی کے چناب نگر آنے پر اس سے خلاف وضع فعل کرتے تھے۔

معلم نذیر احمد قادیانی کا ان سے کسی امر پر بگاڑ ہوگیا۔ اس نے اللہ بخش صادق قادیانی کو دھمکی دی کہ فرضی امداد کے نام پر پچھتر لاکھ روپے تم نے قادیانی جماعت کے فنڈ سے خورد برد کئے ہیں۔ میں اس کا انکشاف کرکے تمہیں ذلیل کروں گا۔ اللہ بخش قادیانی کو جان کے لالے پڑ گئے۔ اس نے معلم نذیر احمد قادیانی کی منت خوشامد کرکے گھر بھیج دیا۔ سال بھر تنخواہ اس کے گھر بھجواتا رہا۔ جب دیکھا کہ سال گزر گیا ہے۔ معاملہ ٹھنڈا پڑ گیا ہے تو اس کی تنخواہ بند کردی۔

معلم نذیر احمد قادیانی سندھ سے سفر کرکے چناب نگر آیا۔ اللہ بخش صادق قادیانی کو ملا اور تنخواہ کا مطالبہ کیا۔ اللہ بخش صادق قادیانی ناظم وقف جدید نے ڈرایا دھمکایا کہ کونسی تنخواہ؟۔ سال بھر مفت کی کھاتے رہے۔ جاؤ تمہارا جماعت سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر تم نے کہیں بھی زبان کھولی تو تمہارا نشان مٹادیا جائے گا۔

(قادیانی جماعت کا کوئی فرد پاکستان سے اپنے نام نہاد خلیفہ، چیف گرو لاٹ پادری کو خط لکھے تو مقامی جماعت کے امیر کی تصدیق لازمی ہوتی ہے۔ پھر وہ خط چناب نگر جاتا ہے۔ سنسر کے بعد خلیفہ کو بھیجا جاتا ہے۔)

لیکن معلم وقف جدید نذیر احمد قادیانی سندھی کا ایک تعلق دار برطانیہ میں مرزا طاہر قادیانی آنجہانی کا جاننے والا تھا۔ اس کی معرفت معلم نذیر احمد قادیانی نے پورے فراڈ کی کہانی لکھ کر مرزا طاہر قادیانی آنجہانی کو لندن بھجوادی۔ مرزا طاہر قادیانی نے وہ خط چناب نگر پاکستان میں قادیانی جماعت کے امیر کو تحقیقات کے لئے بھجوایا۔ جب اللہ بخش صادق قادیانی کو پتہ چلا کہ معاملہ خراب ہورہا ہے۔ تو اس نے فوری طور پر بہانے سے معلم نذیر احمد قادیانی کو سندھ سے چناب نگر بلوایا۔ ترغیب وترہیب دے کر قائل کرنا چاہا کہ کسی طرح اپنے خط کے جھوٹے ہونے کا اقرار نامہ لکھ دے۔

معلم نذیر احمد قادیانی تیار نہ ہوا تو اللہ بخش صادق نے معلم نذیر احمد قادیانی کو جان سے مار دینے اور لاش غیب کردینے کی دھمکیاں دے کر مرزا طاہر کے نام خط لکھوالیا کہ میں نے پہلے خط میں اللہ بخش صادق ناظم وقف جدید کی جو شکایات کی تھیں وہ غلط تھیں۔ یہ تحریر لکھوا کر اللہ بخش صادق اور اس کے ہم جولی مطمئن ہوگئے۔ لیکن معلم نذیر احمد نے گھر جاکر پھر اپنے ذریعہ سے مرزا طاہر قادیانی کو ساری صورتحال لکھ دی کہ مجھ سے گن پوائنٹ پر دستخط لئے گئے ہیں۔ لیکن میں اپنے پہلے بیان پر قائم ہوں کہ اللہ بخش صادق نے واقعی پچھتر لاکھ کا فراڈ کیا ہے۔

مرزا طاہر نے انکوائری کرائی۔ جرم ثابت ہونے اور فراڈ کے ذریعہ قادیانی جماعت کو پچھتر لاکھ روپے کا ٹیکہ لگانے کے جرم کی پاداش میں اللہ بخش صادق کو جماعتی عہدہ سے برطرف کردیا گیا۔ مرزا طاہر کے زمانہ میں وہ معافی تلافی کے لئے کوشاں رہا۔ لیکن مرزا طاہر قادیانی نہ مانا۔ اب مرزا مسرور احمد قادیانی کے گرو بنتے ہی اللہ بخش صادق نے دوبارہ

کوشش کر کے چناب نگر میں قادیانی جماعت کا صدر عمومی بن گیا ہے۔

کیا مرزا مسرور احمد قادیانی چیف گرو اس کی تردید کر سکتا ہے؟ نہیں کر سکتا۔ ہرگز نہیں کر سکتا۔ تو پھر اے کاش! قادیانی جماعت سے وابستہ افراد سوچیں کہ ان کے چندوں کے ساتھ کیا دھندہ کیا جا رہا ہے۔ یہ اللہ بخش صادق ہے اگر صادق کا یہ حال ہے تو کاذب کا کیا کمال ہوگا۔

قادیانی عوام سوچیں کہ قادیانی قیادت کس طرح آپ کے ایمان' مال و آبرو کے درپے آزار ہے۔ پچھتر لاکھ فراڈ کا مرتکب صدر عمومی بن بیٹھا ہے۔ وقف جدید کے نوجوان اور خوبرو معلم نذیر احمد قادیانی سے اس وحشیانہ سلوک کا عادی مجرم چناب نگر کی قادیانی عوام کی آبروؤں سے کیا کرتا ہوگا۔

سوچئے۔ شاید ہدایت کا ساماں ہو جائے۔ وماذالك على الله بعزيز!

☆............☆

شیزان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کیجئے......

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور ایمانی غیرت کے تقاضوں کو پورا کیجئے!

ادارہ

شیزان منکرین ختم نبوت قادیانیوں کی بدنام زمانہ مشروب ساز فیکٹری ہے۔ اقتصادی اعتبار سے یہ فتنہ قادیانیت کے لئے ریڑھ کی ہڈی ہے۔ اس کی دولت سے قادیانی نبوت کا جھوٹا کاروبار چلتا ہے۔ قادیانیت کی کفریہ تبلیغ و تشہیر کے لئے شیزان کمپنی اپنا سرمایہ بے دریغ خرچ کر رہی ہے۔ شیزان ہی وہ دشمن رسول کمپنی ہے جس نے عقیدہ ختم نبوت کے خلاف کام کرنے والے قادیانی افراد کے وظائف مقرر کر رکھے ہیں۔ قادیانی نبوت کا کفریہ لٹریچر اور تحریف شدہ قرآن پھیلانے کا عمل شیزان کے تعاون سے ہوتا ہے اور قادیانیوں کا یہ تحریف شدہ ترجمہ قرآن دراصل قرآن کریم کے مطالب و معانی اور الفاظ قرآن کو ارتدادی لباس پہنانا ہے اور دجل و فریب کے سہارے قادیان کی جھوٹی نبوت کا جواز اور ثبوت پیش کرنا ہے۔ تحریف قرآن کی اس مہم میں شیزان کمپنی ابلیس قادیان کی فوج کا ہراول دستہ ہے۔

سادہ لوح مسلمان بھائیو!

آپ نے کبھی غور کیا کہ جب آپ شیزان کی مصنوعات خریدتے ہیں تو آپ کی جیب سے رقم نکل کر مالکان شیزان کی تجوریوں میں جاتی ہے اور پھر اس رقم کا کثیر حصہ قادیانیوں کے مرکزی فنڈ میں چلا جاتا ہے۔ جس سے قادیانیت کے کفریہ اور خلاف اسلام منصوبے تکمیل پاتے ہیں۔ اس رقم کے ذریعہ قادیانی عبادت گاہیں تعمیر ہوتی ہیں۔ قادیانی مبلغین کو تنخواہیں دی جاتی ہیں۔ سادہ لوح مسلمانوں کو قادیانیت کے جال میں پھنسا کر مرتد بنایا جاتا ہے۔ تحریف شدہ قرآن اور مسخ کردہ احادیث شائع کی جاتی ہیں۔ قادیانی عقائد پر مشتمل کفریہ لٹریچر شائع کیا جاتا ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ اور حضور نبی

کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کی جاتی ہے۔ انبیاء کرام کی توہین اور صحابہ کرامؓ کو گالیاں دی جاتی ہیں۔ اسلام اور اہل اسلام کے خلاف خطرناک منصوبے بنائے جاتے ہیں۔ اس رقم سے قادیانی قیادت عیاشی کرکے دین اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف بکواس کرتی ہے۔ سوچیں اور خوب سوچیں کہ آپ غیر ارادی طور پر قادیانیوں کے ان کفریہ منصوبوں میں کس حد تک شریک ہوئے؟۔

مسلمان بھائیو! آپ نے کبھی سوچا ہے کہ ہم شیزان کی مصنوعات خرید کر قادیانی قزاقوں کی جھولیاں سیم وزر سے بھرتے ہیں۔ اقتصادی طور پر ان کو مضبوط بناتے ہیں اور اس گناہ عظیم کا ارتکاب بار بار کرتے ہیں تو ہماری دینی حمیت اور مذہبی غیرت کا معیار کیا ہوا؟۔ آپ نے کبھی سوچا کہ جلی ہوئی روٹی آپ کی طبیعت پر گراں گزرتی ہے۔ بے ذائقہ سالن آپ کے حلق سے نیچے نہیں اترتا۔ اگر اشیائے خوردنی پر مکھیاں بھنبھنا رہی ہوں تو آپ کو گھن آتی ہے۔ لیکن شیزان جیسا ارتدادی مشروب اپنے معدہ میں انڈیلتے ہوئے آپ کو گھن کیوں نہیں آتی؟۔ اپنے دشمن کے گھر کی چیز تو آپ نہیں کھاتے۔ لیکن نبی کریم ﷺ کے بدترین دشمن کا تیار کردہ مشروب آپ کیسے پی لیتے ہیں؟۔ قادیانی مصنوعات خریدنا قادیان کی جھوٹی نبوت کے کفریہ فنڈ میں معاونت کرنا ہے۔ شیزان کی مصنوعات خریدنا گویا عقیدہ ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے والوں کے ہاتھ مضبوط کرنا اور ناموس رسالت کے دشمنوں کو مسلح کرنا ہے۔ اگر آپ کی غیرت یہ گوارا نہیں کرتی ہے کہ اپنے باپ یا بھائی کے دشمن کے ساتھ کاروبار کرکے اس کو فائدہ پہنچائیں تو پھر سوچیں کہ نبی کریم ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ کاروبار کرنے اور شیزان کی مصنوعات خرید کر نبی کریم ﷺ کے دشمنوں کے ہاتھ مضبوط کرتے وقت آپ کی غیرت ایمانی کہاں رخصت ہو جاتی ہے؟۔

☆............شیزان پینے والے اور اس کی دیگر مصنوعات استعمال کرنے والے مسلمان بھائیوں سے گزارش ہے کہ وہ شیزان پی کر اور اس کی دیگر مصنوعات استعمال کرکے اللہ کے عذاب کو دعوت نہ دیں۔ آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کے باغیوں کا یہ موذی مشروب کہیں انہیں کسی موذی مرض میں مبتلا نہ کردے۔

☆............شیزان کی مصنوعات بیچنے والے مسلمان بھائیوں سے درخواست ہے کہ وہ شیزان بیچ کر اپنی ایمانی غیرت اور عشق رسول ﷺ کا سودا نہ کریں۔ دشمنان رسول ﷺ کے ایجنٹ بن کر قادیانیت کو پالنا بند کردیں۔ کیونکہ شیزان کے کاروبار شنیع سے جو چند روپے ان کے گھر آئیں گے تو وہ اپنے ساتھ لاکھوں نحوستوں کے انبار بھی لائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی خاطر اس ذلیل کاروبار پر لعنت بھیجیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس نحوست سے تمہاری زندگیاں تماشہ عبرت بن جائیں۔

☆............شیزان فیکٹری میں کام کرنے والے مسلمان بھائیوں سے گزارش ہے کہ اللہ تعالیٰ کی زمین بڑی وسیع ہے اور اس کے رزق کے خزانے بھی بڑے وسیع ہیں۔ مرتدوں کے ہاں غیرت مند مسلمانوں کی ملازمت دنیا اور آخرت میں باعث ندامت ہے۔ لہٰذا شیزان کی ایمان سوز نوکری کو جوتے کی ٹھوکر مار کر رحمت کائنات ﷺ کے باغیوں

سے الگ ہو جانا چاہئے۔

آپ کے اسلاف نے اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم ﷺ کی محبت میں وطن چھوڑ دیا۔ والدین چھوڑ دیئے۔ اولادیں چھوڑ دیں۔ کاروبار‘ لین دین‘ دوستانے‘ یارانے چھوڑ دیئے اور ہم ہیں کہ نبی ﷺ کی محبت میں شیزان کی مصنوعات کا استعمال تک نہیں چھوڑ سکتے اور شاید اسی وجہ سے علامہ اقبال مرحوم نے اسی بے حسی کا رونا رویا تھا:

یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

مسلمان بھائیو! ذرا سوچیں کہ معاشرے میں اگر کوئی ڈاکٹر شوگر کے مریض کو میٹھی اشیاء کے استعمال سے‘ بلڈ پریشر کے مریض کو نمک سے اور دل کے مریض کو سخت کام کرنے سے روکے تو ڈاکٹر کی نصیحت پر کان دھرے جاتے ہیں۔ لیکن اگر منبر ومحراب سے شیزان کے بائیکاٹ کی آواز بلند ہو اور ختم نبوت کے پروانے مسلمانوں کی دینی غیرت کو جھنجھوڑتے ہوئے شیزان کے بائیکاٹ کا مطالبہ کریں تو کسی کے کانوں پر جوں تک نہ رینگے۔ آخر کیوں؟۔ اگر جان کی صحت وحفاظت کے لئے ڈاکٹر کی ہدایات پر سب کچھ چھوڑا جاسکتا ہے۔ تو کیا ایمان کی صحت وحفاظت کے لئے شیزان کی مصنوعات کو چھوڑنا کوئی مشکل ہے؟۔

ضروری وضاحت

اس سلسلہ میں یہ کہنا کہ شیزان کمپنی مسلمانوں نے خرید لی ہے۔ اب اس کے مالک مسلمان ہیں۔ قادیانی نہیں ہیں۔ یہ ایک غلط پروپیگنڈہ اور سفید جھوٹ ہے۔ اس قسم کا غلط پروپیگنڈہ دراصل خود قادیانی کرتے ہیں۔ تاکہ مسلمانوں کو دھوکہ دے کر اپنا کاروبار چمکا سکیں۔ شیزان بدستور قادیانیوں کی ملکیت ہے۔ شیزان اور اس کی تمام مصنوعات کا بائیکاٹ کرنا ہر غیرت مند مسلمان کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ اس کے استعمال سے خود بچیں اور دوسرے ناواقف مسلمان بھائیوں کو اس سے بچاتے ہوئے مذہبی فریضہ ادا کریں۔ تاکہ میدان محشر میں حضور نبی کریم آقا دو جہاں ﷺ کی شفاعت پاکر سرخرو ہوسکیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو قادیانیت کے مکروفریب اور دجل سے محفوظ رکھیں۔ آمین!

☆......☆......☆

عید مبارک

ماہنامہ لولاک کی طرف سے تمام قارئین کو دلی عید مبارک قبول ہو!

بصائر وعبر

حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری

ملا کبھی پاور میں نہیں رہا مگر......

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

روزنامہ جنگ کراچی ۲۵/اگست ۲۰۰۳ء کی اشاعت میں ''ملا پاور'' کے نام سے ایک کالم شائع ہوا ہے جس میں کالم نگار نے برطانوی ادارہ بی.بی.سی کے ٹیلی ویژن پر پاکستان کے بارہ میں نشر ہونے والی ایک دستاویزی فلم: ''ملا پاور'' میں موجود غلطیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: ''پاکستان میں ملا کبھی بھی پاور میں نہیں رہا''۔ چنانچہ موصوف نے ایک ایک کر کے ان تمام غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے کی ''سعی'' فرمائی ہے' جن سے ''ملا پاور'' کا گمان ہوتا تھا۔ اس لئے انہوں نے ''واضح فرمایا ہے'' کہ جن جن تحریکوں کی کامیابی کا سہرا ''ملا'' کے کھاتے میں ڈالا جاتا ہے' وہ صحیح نہیں' بلکہ ان تحریکوں کی کامیابی دراصل ہندوپاک کے عوام' مسلمانوں اور مجاہدین کی محنت وقربانی کا ثمرہ تھا۔ نیز موصوف نے نہایت ''عرق ریزی'' سے یہ ''مبارک کوشش'' بھی فرمائی ہے کہ ''ملا'' اور مجاہد کی فکر وسوچ میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آج کی نشست میں موصوف کے اٹھائے گئے نکات پر چند معروضات پیش کر دی جائیں۔

الف:.... موصوف کی اس فکر وسوچ سے کسی کو اتفاق ہو یا اختلاف! مگر ہم بلاخوف تردید اس کا اظہار کرنا چاہیں گے کہ موصوف کے اس نکتہ نظر سے ہمیں نہ صرف اتفاق ہے بلکہ سوفیصد اتفاق ہے کہ: ''ملا پاکستان میں کبھی پاور میں نہیں رہا'' البتہ ہم اس پر اتنا مزید اضافہ کرنا چاہیں گے کہ: پاکستان کیا دنیا کی تاریخ میں ''ملا'' کبھی پاور میں نہیں رہا''۔ ''ملا'' ہمیشہ قوت وطاقت' اسباب ووسائل اور حکومت واقتدار سے محروم رہا ہے' قرآن وسنت اور اسلامی تاریخ اس پر شاہد ہے کہ ہمیشہ ''ملا'' مخالف قوتیں اپنے جبر واستبداد' اسباب ووسائل اور حکومت واقتدار کے ذریعہ ''ملا'' کا استحصال کرتی رہی

ہیں۔ ’’ملا‘‘ ہمیشہ اشرافیہ‘ ارباب ثروت اور مترفین وعیش پرستوں کے عتاب وانتقام کے نشانہ پر رہا ہے۔ ’’ملا‘‘ اور مولوی روز اول سے ارباب دنیا کے ہاں تیسرے درجے کی مخلوق‘ جاہل‘ اجڈ‘ غیر مہذب اور باعث نفرت شمار ہوتا آیا ہے‘ چنانچہ قرآن وسنت کی واضح نصوص اس کی شہادت دیتی ہیں کہ قوت وطاقت‘ حکومت واقتدار اور اسباب ووسائل کا ذخیرہ ہمیشہ ان لوگوں کے پاس رہا ہے‘ جو حق وسچ کے دشمن‘ مذہب وملت کے مخالف‘ اللہ تعالیٰ اور اس کے برگزیدہ رسولوں کے باغی تھے‘ ان حقائق کے ادراک کے لئے کسی گہرے غور وفکر کی ضرورت نہیں‘ بلکہ قرآن وحدیث پر سرسری نگاہ ڈالنے‘ حضرات انبیاءؑ کرامؑ کے حالات وواقعات کے مطالعہ‘ اور ان کے مخالفین کی فہرست کے جائزہ سے یہ حقائق روز روشن کی طرح واضح اور نمایاں نظر آئیں گے‘ مثلاً:

ا:.... حضرت نوح علیہ السلام‘ اللہ کے اولوالعزم نبی‘ جلیل القدر پیغمبر اور برگزیدہ رسول تھے‘ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد آپؑ وہ پہلے نبی ہیں‘ جن کو رسالت سے نوازا گیا‘ چنانچہ صحیح مسلم باب شفاعت کی ایک طویل حدیث میں اسکی صراحت موجود ہے کہ:

’’یا نوح انت اول الرسل الی الارض‘‘ (اے نوحؑ تو زمین پر سب سے پہلا رسول بنا کر بھیجا گیا)

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ساڑھے نو سو سال تک توحید کی دعوت دی‘ نہایت محبت وشفقت سے ان کو بتوں اور غیر اللہ کی پرستش سے باز رہنے کی تلقین کی‘ انہیں حق کی طرف پکارا اور سچے مذہب کی دعوت دی‘ وہ اپنی قوم کو کفر وشرک کے جہنم سے نکال کر ایمان وہدایت اور توحید وطاعت کی لازوال سعادتوں سے سرفراز فرمانا چاہتے تھے‘ مگر افسوس! کہ ان کی قوم نے ان کی ایک نہ مانی‘ بلکہ نفرت وحقارت کا مظاہرہ کیا‘ انکار پر انکار کیا‘ امراء ورؤسائے قوم نے ان کی تکذیب وتحقیر اور ایذا رسانی کا کوئی پہلو نہ چھوڑا اور اس بات پر تعجب کا اظہار کیا کہ بھلا ایک ایسا شخص جس کو ہم پر نہ دولت وثروت میں برتری حاصل ہے اور نہ وہ انسانیت کے رتبہ سے بلند کوئی فرشتہ ہیکل ہے‘ اس کو کیا حق حاصل ہے کہ وہ ہمارا پیشوا بنے؟ اور ہم اسکی تعمیل کریں؟

اس کے علاوہ حضرت نوح علیہ السلام کے مخالف مال دار اور برسر اقتدار افراد‘ حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان لانے والے غریب اور کمزوروں کو دیکھتے تو مغرورانہ انداز میں حقارت سے کہتے کہ: ’’ہم ان کی طرح نہیں کہ تیرے تابع فرمان بن جائیں اور تجھ کو اپنا مقتدا مان لیں‘‘۔ ان کا خیال تھا کہ خیر وسعادت‘ دولت وحشمت کے ذریعہ حاصل ہوتی ہیں‘ لہذا جب حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے ماننے والوں کے پاس یہ چیزیں نہیں ہیں‘ تو وہ کسی خیر وسعادت کے اہل بھی نہیں‘ مگر حضرت نوح علیہ السلام نے ان پر واضح فرمایا کہ: خدا تعالیٰ کی سعادت وخیر کا قانون ظاہری دولت وحشمت اور

قوت واقتدار کے تابع نہیں اور نہ ہی اس کے ہاں حصولِ سعادت وہدایت' دنیاوی مال واسباب اور سرمایہ پر موقوف ہے' بلکہ اس کے برعکس ایمان وایقان اور ہدایت وتوحید کی سعادت کا حصول' رضائے الٰہی' غنائے قلب اور اخلاصِ نیت وعمل پر موقوف ہے۔

دیکھئے! حضرت نوح علیہ السلام باوجودیکہ اللہ کے جلیل القدر نبی ورسول ہیں' زمین پر سب سے پہلے رسول کی حیثیت سے مبعوث ہونے کا شرف ان کو حاصل ہے اور ساڑھے نو سو سال تک نہایت صبر واستقامت سے اللہ کی توحید کی دعوت دیتے ہیں' مگر اس سب کے باوجود دنیاوی قوت وطاقت اور اسباب ووسائل کی ''پاور'' اور اقتدار وحکومت' ان کے مخالفین کے پاس تھی' یہی وجہ ہے کہ ان کے مخالفین' ارباب اقتدار' اور پوری قوم ان کو پتھر مار مار کر لہولہان کر دیتی' مگر ان ظالموں کا ہاتھ کوئی نہیں روک سکتا تھا' چنانچہ جب معاملہ حد سے بڑھا تو انھوں نے بارگاہ الٰہی میں یوں درخواست پیش کی:

''رب لاتذر علی الارض من الکافرین دیاراً ،انک ان تذرھم یضلوا عبادک ولا یلدوا الافاجراً کفاراً''۔ (نوح:۲۷)

ترجمہ......''اے میرے پروردگار کافروں میں سے زمین پر ایک باشندہ بھی مت چھوڑ' اگر آپ ان کو روئے زمین پر رہنے دیںگے تو یہ لوگ آپ کے بندوں کو گمراہ ہی کریں گے اور ان کی محض فاجر و کافر ہی اولاد پیدا ہوگی''۔

۲:....حضرت ابراہیم علیہ السلام' جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد اعزازات وخطابات سے سرفراز فرمایا: کہیں فرمایا: ''ان ابراھیم کان امۃ'' (النحل:۱۲۰) (بیشک ابراہیمؑ بڑے مقتداً تھے)۔ کہیں فرمایا: ''وابراھیم الذی وفی'' ۔(النجم:۳۷) (اور ابراہیمؑ جنہوں نے احکام کی پوری بجاآوری کی)۔ کہیں ارشاد ہوا: ''ولقد آتینا ابراھیم رشدہ من قبل وکنا بہ عالمین''۔ (الانبیاء:۵۱) (ہم نے اس سے پہلے ابراہیمؑ کو ان کی خوش فہمی عطا فرمائی تھی اور ہم ان کو خوب جانتے تھے)۔ کہیں فرمایا'' وتلک حجتنا آتیناھا ابراھیم علی قومہ'' ۔(الانعام:۸۳) (اور یہ ہماری حجت تھی وہ ہم نے ابراہیمؑ کو ان کی قوم کے مقابلہ میں دی تھی)۔ کہیں ارشاد ہوا:'' وحاجہ قومہ قال اتحاجونی فی اللہ''. (الانعام:۸۰) (اور ان سے ان کی قوم نے حجت کرنا شروع کی' آپ نے فرمایا کیا تم اللہ کے معاملہ میں مجھ سے حجت کرتے ہو)۔

غرض حضرت ابراہیمؑ جیسا جلیل القدر نبی ورسول بھی' جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل ہونے کا شرف عطا فرمایا' جو اپنی قوم وبرادری' والد اور بادشاہِ وقت کو عقلی ونقلی دلائل سے توحید کی دعوت دیتا ہے' انہیں بتوں اور غیر اللہ کی پرستش سے باز رکھنے کی جہدِ مسلسل کرتا ہے اور باطل پرست مناظروں کو میدان مناظرہ میں چاروں شانے چت کر دیتا ہے' وہ بھی ظاہری اسباب ووسائل اور اقتدار کی ''پاور''

سے سرفراز نہیں تھا، بلکہ یہاں بھی دنیاوی ''پاور'' نمرود جیسے طاغوت کے پاس ہے۔

۳:.....اسی طرح حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام جیسا جلیل القدر نبی' جن کے لاٹھی مارنے سے پتھر سے ۱۲ چشمے اور دریا سے ۱۲ راستے پیدا ہو جاتے' جو ید بیضا اور عصا جیسے معجزات سے سرفراز تھا، جب دعوت الی اللہ کا پیغام لے کر فرعون کے مقابلہ میں اترتا ہے' تو اسباب ووسائل، اقتدار وحکومت کی ''پاور'' اور قوت ان کے بجائے ان کے مخالفین: فرعون' ہامان اور قارون کا ساتھ دیتی ہے، چنانچہ فرعون اپنے انہی اسباب ووسائل اور قوت و ''پاور'' کے زعم اور گھمنڈ میں اس قدر اندھا اور پاگل ہو جاتا ہے کہ نعوذ باللہ' اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہو کر کہتا ہے:

''یاھامان ابن لی صرحاً لعلی ابلغ الاسباب اسباب السموات فاطلع الی الہ موسیٰ''۔ (المؤمن:۳۶،۳۷)

ترجمہ:.....'' اے ہامان میرے واسطے ایک بلند عمارت بنواؤ، شاید میں آسمان پر جانے کی راہوں تک پہنچ جاؤں پھر موسیٰ کے خدا کو دیکھوں بھالوں۔''

۴:.....حضرت صالح علیہ السلام کو قوم ثمود کی نجات اور ہدایت کے لئے مبعوث کیا گیا اور قوم ثمود نے بطور معجزہ ان سے ایک تیار حاملہ اونٹنی پہاڑ سے نکالنے کی فرمائش کی' اللہ تعالیٰ کی جانب سے جب قوم کا یہ مطالبہ پورا ہوا تو بجائے ماننے کے اس نے اپنی قوت وشوکت کے زعم میں نہ صرف حضرت صالح علیہ السلام کی تکذیب کی' ان کو ایذائیں پہنچائیں بلکہ اپنی طاقت و ''پاور'' کا اظہار کرتے ہوئے اس معجزاتی اونٹنی کو بھی قتل کر ڈالا' یہاں تک کہ اللہ کے عذاب نے ان کو صفحہ ہستی سے مٹا ڈالا۔ قرآن کریم میں قوم ثمود کی شقاوت کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد ہے:

''کذبت ثمود بطغواھا' اذ انبعث اشقاھا' فقال لھم رسول اللہ ناقۃ اللہ وسقیھا' فکذبوہ فعقروھا' فدمدم علیھم ربھم بذنبھم فسوّٰھا ولایخاف عقبٰھا''۔ (الشمس:۱۱تا۱۵)

ترجمہ:.....''جھٹلایا ثمود نے اپنی شرارت سے' جب اٹھ کھڑا ہوا ان میں کا بڑا بدبخت' پھر کہا ان کو اللہ کے رسول نے خبردار ہو اللہ کی اونٹنی سے اور اس کی پانی پینے کی باری سے' پھر انہوں نے اس کو جھٹلایا' پھر پاؤں کاٹ ڈالے اس کے' پھر الٹ مارا ان پر ان کے رب نے' بسبب ان کے گناہوں کے' پھر برابر کر دیا سب کو' اور وہ نہیں ڈرتا پیچھا کرنے سے۔''

دیکھئے! یہاں بھی اسباب دنیا اور قوت وشوکت اور حکومت واقتدار بلکہ دنیاوی مادی اسباب

کی ''پاور'' اللہ کے برگزیدہ نبی کے بجائے ان کے مخالفین کے پاس تھی، چنانچہ قرآن کریم میں قوم ثمود کی قوت وشوکت کا اظہار واعلان اس طرح فرمایا گیا ہے:

''وکانوا ینحتون من الجبال بیوتاً آمنین''. (حجر:۸۲)

ترجمہ:...''اور وہ پہاڑ تراش کر گھر بناتے تھے کہ محفوظ رہیں''۔

یعنی اس دور میں بھی وہ اس قدر ترقی یافتہ تھے کہ پہاڑ کھود کر بنکر بناتے اور پہاڑوں کے اندر شہروں کے شہر بساتے تھے، یہی وجہ ہے کہ وہ اللہ کے نبی اور ان کے ماننے والوں کو حقیر وضعیف اور ذلیل وکمزور جانتے ہوئے دعوت الی اللہ کی طرف متوجہ ہونے کی بجائے حضرت صالح علیہ السلام کی تکذیب پر کمربستہ ہوگئے۔

۵:...حضرت لوط علیہ السلام نے جب ارباب سدوم کو ان کی غیر فطری وغیر انسانی حرکات اور ان کی بداعمالیوں کے برے ثمرات ونتائج سے آگاہ کرتے ہوئے فطرت کی طرف بلایا تو شہر سدوم کے مال وزر اور خواہشات نفس کے پجاریوں اور حکومت وسلطنت کے متوالوں نے یہ ''نعرہ مستانہ'' لگایا کہ حضرت لوط علیہ السلام کو اپنے شہر سے نکال باہر کرو، قرآن کریم نے ان کی اس ہرزہ سرائی کو یوں نقل کیا ہے:

''وما کان جواب قومه الا ان قالوا اخرجوهم من قریتکم' انهم اناس یتطهرون''. (اعراف:۸۲)

ترجمہ:...''لوط کی قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ لوط اور اس کے خاندان کو اپنے شہر سے نکال دو، بے شک یہ بہت ہی پاک لوگ ہیں''۔

پھر جب قوم لوط کی ایذا رسانی انتہا کو پہنچ گئی یہاں تک کہ حضرت لوط علیہ السلام کے معزز مہمان تک قوم کی زیادتیوں سے محفوظ نہ رہے تو مجبوراً حضرت لوط علیہ السلام کو یہ کہنا پڑا:

''لو ان لی بکم قوۃ او آوی الی رکن شدید''(ھود:۸۰)

ترجمہ:...''اے کاش میرے لئے تم سے (مقابلہ) کی طاقت ہوتی یا پناہ ملتی کسی زبردست قوت پناہ کے ساتھ''۔

جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ''پاور'' اور قوت حضرت لوط علیہ السلام کی بجائے ان کے مخالفین کے پاس تھی۔

۶:...اسی طرح جب حضرت شعیب علیہ السلام اصحاب مدین کی طرف مبعوث ہوئے اور ان میں پائی جانے والی اعتقادی، عملی اور اخلاقی کوتاہیوں مثلاً: بت پرستی، غلط رسوم، خرید وفروخت میں

کم تولنا اور پورا لینا ڈاکہ زنی اور تمام معاملات میں کھوٹ وغیرہ کی اصلاح کی طرف ان کو متوجہ کیا تو انہوں نے نہ صرف اس سے اعراض وتکذیب کا مظاہرہ کیا' بلکہ اپنی قوت وطاقت اور ''پاور'' کے بل بوتے پر ٹکا سا جواب دیتے ہوئے کہا:

"یٰشعیب اصلوٰتک تامرک ان نترک ما یعبد آباؤنا او ان نفعل فی اموالنا ما نشاؤا انک لانت الحلیم الرشید". (ھود:۸۷)

ترجمہ:.... ''اے شعیب کیا تیری نمازیں (جو تو اپنے خدا کے لئے پڑھتا ہے) تجھے یہ حکم دیتی ہیں کہ ہمیں آ کر کہے ان معبودوں کو چھوڑ دو' جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے رہے ہیں' یا یہ کہ ہمیں اختیار نہیں کہ اپنے مال میں جس طرح کا تصرف کرنا چاہیں کریں' بس تم ہی ایک نرم دل اور راست باز آدمی رہ گئے ہو؟''۔

الغرض یہاں بھی قوت وطاقت اور اسباب ووسائل کی ''پاور'' اصحاب مدین کے پاس تھی' حضرت شعیب کے پاس نصرت ومدد الٰہی کے علاوہ ظاہری ومادی اسباب مفقود تھے۔

۷:..... حضرت یحییٰ علیہ السلام کی بعثت کے بعد، ان کی دعوت وتبلیغ اور مواعظ کی تاثیر کا یہ عالم تھا کہ جس طرف نکل جاتے جماعتوں کی جماعتیں ان پر پروانہ وار نثار ہونے لگتی تھیں' اور ٹھٹھ کے ٹھٹھ کافران کی دعوت کے اسیر ہوجاتے، مگر اس دور کا قوت وطاقت اور دنیاوی ''پاور'' کا مالک ظالم وبدکار بادشاہ' ہیرودیس حضرت یحییٰ علیہ السلام کی مقبولیت برداشت نہ کرسکا' چنانچہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو اس شقی القلب نے شہید کردیا۔

غرض یہاں بھی قوت وطاقت اور اسباب ووسائل کی ''پاور'' حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بجائے ان کے مخالف بادشاہ کے پاس تھی۔

۸:.... اصحاب کہف کے ان چند مومن مسلمانوں کی تاریخ کا مطالعہ کیجئے تو وہاں بھی یہی نظر آئے گا کہ ایک ظالم وجابر بادشاہ کے جبر وتشدد سے حفاظت کی خاطر ان کو ایک غار میں پناہ دی گئی ،واقعہ کی مزید تفصیلات کے لئے سورہ کہف کا مطالعہ کافی ہوگا۔

۹:.... اسی طرح اصحابِ اخدود اپنی قوت وطاقت کے بل بوتے پر ہی اس مومن نوجوان کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے درپے ہوئے جو نہ صرف اکیلا تھا بلکہ نہتا بھی تھا چنانچہ ایک طرف پوری سلطنت واقتدار کے اسباب ووسائل تھے اور دوسری طرف وہ اکیلا مردمومن تھا، اس کے پاس ظاہری دنیا اور مادی اسباب ووسائل نام کی کوئی چیز نہ تھی مگر حق وصداقت کا جذبہ اور دین ودیانت کی قوت تھی بالآخر بادشاہ اور اس کی قوت و''پاور'' ناکام اور حق وصداقت کامیاب ہوگئی۔

•۱:....سب سے آخر میں سرورکونین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی ذات والا صفات انسانیت کی ہدایت ونجات کے لئے تشریف لائی، تو یہاں بھی قوت وطاقت، حکومت واقتدار اور قوم وبرادری کی حمایت، غرض تمام اسباب ووسائل کفار ومشرکین' یہود ونصاریٰ اور منافقین ومعاندین کے پاس تھے، چنانچہ آپ ﷺ نے جب ایمان واسلام کی دعوت دی تو کفار ومشرکین نے یہ کہہ کر ناک بھوں چڑھائی:

"لولا نزل هذا القرآن على رجل من القريتين عظيم". (الزخرف:۳۱)

ترجمہ......"یہ قرآن ان دونوں بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہیں نازل کیا گیا؟"۔

اسی طرح قوت وطاقت اور"پاور" ابوجہل' ابولہب' عتبہ اور شیبہ کے پاس تھی، جس کی وجہ سے انہوں نے آپ ﷺ کا مکہ مکرمہ میں رہنا دوبھر کردیا اور آپ ﷺ مدینہ منورہ ہجرت پر مجبور ہوگئے، صرف یہی نہیں بلکہ ارباب اقتدار نے اپنی اسی قوت و"پاور" کے زعم میں اسلام' پیغمبر اسلام اور مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے اس دور کی سپر طاقتوں کی مدد سے مدینہ منورہ پر یکبارگی چڑھائی کا فیصلہ کیا' جس کے نتیجہ میں غزوۂ احزاب کی نوبت آئی۔ اور اسی دنیاوی قوت وطاقت اور "پاور" کے نشہ میں مدہوش ہوکر رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول نے یہ ہرزہ سرائی کی تھی:

"لئن رجعنا الى المدينة ليخرجن الاعز منها الاذل...." (منافقون:۸)

ترجمہ......"اگر ہم اب مدینہ میں لوٹ کر جاویں گے تو عزت والا وہاں سے ذلت والے کو باہر نکال دیگا"۔

اسی طرح پوری اسلامی تاریخ کا جائزہ لیجئے تو کہیں اور کسی دور میں "ملا" کے پاس "پاور" نظر نہیں آئے گی۔ اور یہ کسی اچنبھے اور تعجب کی بات بھی نہیں' اس لئے کہ نبی آخرالزمان ﷺ کی جانب سے "ملا" کو جو منصب اور مقام دیا گیا اس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اس کے ساتھ یہی سلوک کیا جائے' چنانچہ ارشاد ہے:

"...ان العلما ورثة الانبيا' ان الانبيا لم يورثوا دينارا ولا درهما' انما ورثوا العلم' فمن اخذ به اخذ بحظ وافر". (ترمذی ج۲ ص۹۷،۹۸)

ترجمہ:..."اور بے شک علما انبیا کے وارث ہیں' اور بے شک انبیا وراثت میں دینار ودرہم نہیں چھوڑ گئے' انہوں نے علم ہی کی وراثت چھوڑی ہے لہٰذا جس نے علم حاصل کیا اس نے انبیا کی وراثت کا کامل حصہ پایا"۔

ایک دوسری حدیث میں حضرت سعدؓ سے آنحضرت ﷺ کا ارشاد مروی ہے:

"قلت يا رسول الله اى الناس اشد بلاءً؟ قال: الانبيا ثم الامثل

فالامثل". (ترمذی: ج ۲ ص ۶۲)

ترجمہ: ''آنحضرت ﷺ سے سوال کیا گیا کہ: سب سے زیادہ آزمائش کس پر ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا: انبیأ علیہم السلام کی' پھر جوان کے قریب تر ہو' پھر جوان سے قریب تر ہو...''۔

پھر آنحضرت ﷺ نے اپنے وارثوں اور افرادِ خاندان کے لئے مال کی فراوانی اور حکومت واقتدار کے ملنے کی دعا نہیں فرمائی بلکہ فرمایا: اللهم اجعل رزق آل محمد قوتاً". (ترمذی ج۲/ ص ۵۹)

ترجمہ:...''اے اللہ! محمد ﷺ کی آل کو رزق بقدر کفایت دیجئے''۔

اس کے علاوہ قرآن وحدیث سے بھی یہی ثابت ہے کہ حضرات انبیأ اور ان کے وارثین' سوائے معدودے چند کے دنیاوی اعتبار سے قریب قریب غریب ومسکین اور دنیاوی وسائل واسباب سے نہتے تھے، جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ جب آنحضرت ﷺ نے شاہ ہرقل کے نام والا نامہ بھیجا اور اس نے شام میں موجود اہل مکہ کے تجارتی قافلہ کو بلا کر ان کے سردار ابوسفیان سے آنحضرت ﷺ کے بارہ میں چند سوالات کئے' تو آخر میں اس نے خود ہی ان سوالات کے جوابات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا:

"وسالتک عن اتباعه اضعفاؤهم ام اشرافهم؟ فقلت بل ضعفاؤهم' وهم اتباع الرسل". (صحیح بخاری ص:۴ ج:۱)

ترجمہ:...''میں نے آپ سے ان پر ایمان لانے والوں کے بارہ میں پوچھا تھا کہ وہ معاشرہ کے کمزور اور ضعیف ہیں یا شرفأ اور مالدار؟ تم نے کہا تھا کہ وہ معاشرہ کے کمزور لوگ ہیں، تو سنو! انبیأ کی دعوت قبول کرنے والے کمزور ہی ہوا کرتے ہیں''۔

سب کے آخر میں متحدہ ہندوستان کی تاریخ کا جائزہ لیجئے تو صاف اور واضح طور پر نظر آئے گا کہ اسباب ووسائل اور طاقت و ''پاور'' کبھی بھی ''ملا'' کے پاس نہیں رہی، چنانچہ مجدد الف ثانیؒ ہوں یا شاہ ولی اللہؒ سید احمد شہیدؒ ہوں یا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ حافظ ضامن شہیدؒ ہوں یا حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ ہوں یا مولانا محمد قاسم نانوتویؒ شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ ہوں یا شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ اسی طرح شاملی کا میدان کارزار ہو یا معرکۂ بالاکوٹ' کہیں بھی ''ملا'' کے پاس ''پاور'' نظر نہیں آئے گی، ''ملا'' کل بھی نہتا تھا اور آج بھی نہتا ہے۔

جس طرح ہندوستان میں حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ' بابا فرید الدین گنج شکرؒ' علی

ہجویریؒ حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ، فقیہ الاسلام مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے پاس کوئی ظاہری اور مادی ''پاور'' نہیں تھی' ٹھیک اسی طرح ان کے جانشینوں حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ مفتی اعظم پاکستان، محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا ظفر احمد تھانویؒ اور شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کے پاس بھی حکومت واقتدار کی ''پاور'' نہ تھی؟ لیکن بایں ہمہ انہوں نے اصلاح وفلاح امت کے لئے جو خدمات انجام دیں، قوم وملت کی ہدایت وراہ نمائی اور تردید باطل میں جو لازوال کارنامے انجام دیئے' ان سے کوئی صاحب عقل وخرد انکار نہیں کرسکتا۔

ہمیں سوفیصد اس کا اعتراف ہے کہ اسباب کی دنیا میں ''ملا'' کے پاس کبھی بھی ''پاور'' نہیں رہی' مگر ''ملا'' نے اس بے سروسامانی کے باجوذ دین ومذہب اور قوم وملت کی صلاح وفلاح کے لئے جو عظیم کارنامے انجام دیئے' ان کا انکار آفتاب نصف النہار کے انکار کے مترادف ہے۔

''ملا'' اور ''مجاہد'' کی اذان کے درمیان فرق سمجھانے والوں سے کوئی پوچھے کہ یہ مجاہد کہاں سے آتے ہیں؟ آسمان سے اترتے ہیں یا کسی سرکاری یونیورسٹی اور حکومتی ادارہ میں ڈھلتے ہیں؟ اگر ''ملا'' امت کو قرآن وسنت کی تعلیم سے روشناس نہ کراتا، منکرین جہاد سے چونکھی لڑائی نہ لڑتا اور امت کا علوم نبوت سے رشتہ نہ جوڑتا تو آج دنیا میں جہاد اور مجاہد کا نام کیونکر ہوتا؟؟ بلاشبہ دنیا میں جہاد اور مجاہد اسی ''ملا پاور'' کی برکت سے موجود اور قائم ہیں، جس دن دنیا سے ''ملا پاور'' کا خاتمہ ہوگا وہ دنیا کا آخری دن ہوگا، جب تک ''ملا'' رہے گا دنیا قائم رہے گی، یا یوں کہئے جب تک دنیا رہے گی ''ملا پاور'' بھی رہے گی۔

کیا ہم اپنے روشن ضمیر اور دانش ور کالم نگار سے پوچھ سکتے ہیں کہ آج تک پاکستان کے مطلق العنان حکمرانوں کی راہ کس نے روکی؟ آج تک پاکستان میں نفاذ اسلام اور قیام پاکستان کے مقصد کو کس نے زندہ رکھا؟ ۱۹۷۴ء کی قومی اسمبلی میں مرزا ناصر احمد قادیانی پر جرح کس نے کی؟ ۱۹۸۴ء میں قادیانیوں کو اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے اور اپنے آپ کو اشارے کنائے سے مسلمان ظاہر کرنے اور توہین رسالت کے انسداد کا آرڈی ننس کس نے پاس کرایا؟ حدود آرڈی ننس کے نفاذ کی کوشش اور سرحد میں بھٹو دور میں شراب پر پابندی کس نے لگائی؟ پاکستان میں شریعت بل کس نے پیش کیا؟ جہاد افغانستان میں جانیں کس نے لڑائیں؟ افغانستان اور چیچنیا کے جہاد کا فتویٰ کس نے دیا؟ انقلاب روس کے سامنے بند کس نے باندھا؟ افغانستان پر امریکی حملہ کی کھل کر مخالفت کس نے کی؟ امریکہ بہادر کو کس نے للکارا؟ اسرائیل کے تسلیم کئے جانے کے خلاف آواز کس نے اٹھائی؟ عراق کے مسئلہ پر اس نقار خانہ میں آواز کس نے اٹھائی؟ عراق میں پاکستانی افواج بھیجنے کے

مسئلہ کی مخالفت کس نے کی؟ اور آج تک آمر حکمرانوں کی آنکھوں میں آنکھیں کس نے ڈال رکھی ہیں؟
''اگر میر جعفر و صادق کی پالیسی دین فروشی اور ملک و قوم دشمنی کی رہی ہے تو ''ملا'' کا بھی یہ طرہ امتیاز رہا ہے کہ اس نے کبھی زہر ہلاہل کو قند نہیں کہا، اس کا یہی وہ سب سے بڑا جرم ہے جس کی وہ آج تک سزا بھگت رہا ہے اور نا معلوم کب تک بھگتتا رہیگا''؟
ہاں البتہ یہ ضرور ہے کہ ''ملا'' نے کبھی دنیاوی اغراض کو پیش نظر نہیں رکھا ''ملا'' کے پاس کبھی دنیاوی اسباب و وسائل نہیں تھے اور نہ ہی اس نے انکے حصول کی کوشش کی ''ملا'' نے انگریزوں سے جاگیریں لیں اور نہ ہی اس نے خطابات وصول کئے' قوت و طاقت ہمیشہ انگریزوں اور ان کے وفاداروں کے پاس رہی ہے' اسی طرح جاگیریں اور خطابات بھی انہیں کے پاس تھے' اقتدار و قوت بھی انہیں کے ہاں تھی' ''ملا'' کے پاس اگر کچھ تھا تو صرف اور صرف اللہ کی مدد و نصرت۔ ''ملا'' نے ہمیشہ اللہ کی تائید و حمایت پر شاہینوں سے 'موسے لڑائے ہیں۔ ''ملا'' کو کبھی بھی اپنی قوت و طاقت اور ''پاور'' پر بھروسہ یا ناز نہیں رہا، یہی وجہ ہے کہ وہ ہمیشہ اور ہر میدان میں سرخرو ہو کر نکلا ہے' اسکی یہی خوبی ہمیشہ ارباب اقتدار اور ان کے کاسہ لیس سرکاری درباری حواریوں کی آنکھ میں کھٹکتی رہی ہے، ملا نے ہمیشہ تختہ دار پر اعلان حق کیا ہے، ''ملا'' نے اپنی جان کی بازی لگا کر امت کے دین و مذہب کو محفوظ کیا ہے' مگر اے کاش! کہ آج اسی پاکستان میں ملا کو بے نقط سنائی جاتی ہیں، اس کی توہین و تضحیک کیجاتی ہے، اسکی قربانیوں کا انکار کیا جاتا ہے، جس کے لئے اس نے ہندوؤں' سکھوں' مرہٹوں اور انگریزوں سے ٹکر لی' اپنی جان و مال اور عزت و آبرو کی قربانی دی' جس نے انگریز کو ہندوستان سے بستر بوریا لپیٹنے پر مجبور کیا' جس نے انگریزی نبی غلام احمد قادیانی کے خلاف سو سال تک چومکھی لڑائی لڑی' ماریں کھائیں' جیلیں برداشت کیں' جلسے کئے' جلوس نکالے' مناظرے کئے، مباہلے کئے، کتابیں لکھیں، اور اپنی پوری زندگی ناموس رسالت کے لئے وقف کر کے مسلمانوں کے دین و ایمان کی پاسداری کا فریضہ انجام دیا۔ یہاں تک کہ ''ملا'' نے ہی ان روشن ضمیر اور نام نہاد مسلمانوں کو یہ باور کرایا کہ غلام احمد قادیانی تمہاری آخرت کے ساتھ ساتھ دنیا کا بھی دشمن ہے۔
جب اس ''ملا'' نے محسوس کیا کہ غلام احمد قادیانی کی ناپاک ذریت پاکستان کے صوبہ بلوچستان پر ہاتھ صاف کرنے لگی ہے' اسے قادیانی اسٹیٹ بنانے کا منصوبہ بنایا جا چکا ہے، اور مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے اور خلیفہ' قادیان مرزا بشیر الدین محمود نے یہ اعلان کر دیا کہ: ''۵۲ گزرنے نہ پائے کہ مسلمان ذلیل ہو کر تمہارے قدموں میں آن پڑیں اور بلوچستان کو قادیانی صوبہ بنالو''۔
تب بھی سب سے پہلے ایک ''ملا'' ہی میدان میں آیا۔ جس کا نام انگریز کی ڈائری اور سی آئی

ڈی کی فائلوں میں مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے عنوان سے محفوظ ہے۔ اس نے میدان میں آتے ہی انگریزی نبی کے بیٹے کو للکارا اور کہا: ”مرزا بشیر الدین ہم تیرا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہونے دیں گے“ چنانچہ اسی نہتے ”ملا“ نے نے پورے پاکستان کو آتش زیر پا کر دیا اور ۱۹۵۳ء کی تحریک چلی یہ وہی تحریک ہے جس کے بارے میں موصوف کالم نگار فرماتے ہیں کہ ”یہ ملا پاور کی وجہ سے نہیں تھی“ کیا ہم موصوف سے پوچھ سکتے ہیں کہ اس تحریک کے اسباب و وجوہ کیا تھے؟ اس تحریک کو کس سرکاری ' درباری افسر نے برپا کیا؟ کیا جناب کالم نگار صاحب اسکی وضاحت فرمانا پسند فرماویں گے کہ وہ خود یا ان کے روحانی آباؤ اجداد نے اس میں کوئی کردار ادا کیا؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو انہیں مسلمانوں کی قربانیوں کے فلک بوس میناروں کو ڈھانے اور ان کی سنہری تاریخ کو مسخ کرنے کی آخر کیا ضرورت پیش آ گئی؟ کہیں یہ بھی کسی قوت و ”پاور“ کے حکم کا شاخسانہ تو نہیں؟ کیونکہ حقائق کے اس آفتاب نصف النہار کو جھٹلانا کسی معمولی عقل وفہم کے انسان کے لئے نہ صرف مشکل' بلکہ ناممکن ہے۔

ہے کوئی جو بتائے کہ ”ملا“ کا قصور کیا ہے؟ جسکی وجہ سے اس کی تاریخ کو مسخ کیا جاتا ہے' اسکی قربانیوں پر خط تنسیخ کھینچا جاتا ہے' نئی نسل کو اس سے متنفر و برگشتہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے۔

صرف یہی ناں کہ اس نے کفر والحاد سے صلح کیوں نہیں کی' اس نے امت کا رشتہ محمد عربی ﷺ سے کیوں جوڑ رکھا ہے' وہ سرکار عالی مدار کی ہاں میں ہاں کیوں نہیں ملاتا' وہ حلال کو حلال اور حرام کو حرام کیوں کہتا ہے' وہ دنیا کے بدلہ میں دین کو فروخت کیوں نہیں کرتا اور وہ کسی بڑے چھوٹے کے سامنے ہاتھ کیوں نہیں پھیلاتا' اگر یہ نہیں تو اس کے علاوہ اس کا قصور کیا ہے؟

جہاں تک ”ملا“ کی قربانی' ایثار اور فرض شناسی کا تعلق ہے' یہ اسی کی برکت ہے کہ آج ہم اور آپ سب اللہ و رسول کا نام جانتے ہیں اور جیسا کیسا ہمارا اسلام سے رشتہ قائم ہے، ورنہ اگر ”ملا“ کی قربانی نہ ہوتی تو یہاں نہ کوئی حامد ہوتا نہ محمود، بلکہ دیال سنگھ، رام چندر نام کے لوگ رام رام کرتے دکھائی دیتے۔

یہ بھی اسی نہتے اور اسباب و وسائل سے عاری ”ملا“ کی محنت و سعی کی برکت ہے کہ ہم پاکستان جیسے آزاد ملک میں آزادی کا سانس لے رہے ہیں۔ اس غلط فہمی کو دل سے نکال دیجئے کہ پاکستان یوں ہی بن گیا ہے' بلکہ اس کے پیچھے' شاملی اور بالاکوٹ کے شہداء کا خون' تحریک ریشمی رومال' تحریک خلافت' تحریک ترک موالات اور کالے پانی میں مقید ملاؤں شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ مولانا سید حسین احمد مدنیؒ' مولانا عزیر گلؒ اور ان کے رفقاً کی بے مثال قربانیوں اور آخر میں حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ مولانا ظفر احمد عثمانیؒ' مولانا شبیر احمد عثمانیؒ قدس سرہم ایسے سینکڑوں علماً اور افراد امت کی مساعی کا دخل ہے۔

مناسب ہوگا کہ ''ملا'' کی اہمیت وعظمت اور اس کے ایثار وقربانی کا اندازہ لگانے کے لئے کسی ''ملا'' کی نہیں' بلکہ ایک سی ایس پی افسر اور جنرل غلام محمد کے افسر بکار خاص جناب قدرت اللہ شہاب کی ایک تحریر پیش کردی جائے ممکن ہے کہ ملا مخالف دانش وروں کے دل ودماغ میں ان کے ہم جنس کی بات اتر جائے' چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''برہام پور گنجم' سنگلاخ پہاڑوں اور خاردار جنگل میں گھرا ہوا ایک گاؤں تھا' جس میں مسلمانوں کے بیس پچیس گھرانے آباد تھے۔ان کی معاشرت ہندوانہ اثرات میں اس درجہ ڈوبی ہوئی تھی' کہ رومیش علی' صفدر پانڈے' محمود مکھرجی' کلثوم دیوی اور بھادئی جیسے نام رکھنے کا رواج عام تھا' گاؤں میں ایک نہایت مختصر کچی مسجد تھی' جس کے دروازے پر اکثر تالا پڑا رہتا تھا جمعرات کی شام دروازے کے باہر ایک مٹی کا دیا جلا دیا جاتا تھا' کچھ لوگ نہا دھوکر آتے تھے اور مسجد کے تالے کو چوم کر' ہفتہ بھر کے لئے اپنے دینی فرائض سے سبکدوش ہوجاتے تھے۔

ہر دوسرے تیسرے مہینے ایک مولوی صاحب اس گاؤں میں آکر ایک دو روز کے لئے مسجد آباد کر جایا کرتے تھے اس دوران میں اگر کوئی شخص وفات پاگیا ہوتا' تو مولوی صاحب اس کی قبر پر جاکر فاتحہ پڑھتے تھے بیماروں کو تعویذ لکھ دیتے تھے اور اپنے اگلے دورے تک جانور ذبح کرنے کے لئے چند چھریوں پر تکبیر پڑھ جاتے تھے اس طرح مولوی صاحب کی برکت سے گاؤں والوں کا دین اسلام کے ساتھ ایک کچا سا رشتہ بندھا رہتا تھا۔

برہام پور گنجم کے اس گاؤں کو دیکھ کر زندگی میں پہلی بار میرے دل میں مسجد کے ملا کی عظمت کا کچھ احساس پیدا ہوا ایک زمانے میں ملا اور مولوی کے القاب علم وفضل کی علامت ہوا کرتے تھے لیکن سرکار انگلشیہ کی عملداری میں جیسے جیسے ہماری تعلیم اور ثقافت پر مغربی اقدار کا رنگ وروغن چڑھتا گیا' اسی رفتار سے ملا اور مولوی کا تقدس بھی پامال ہوتا گیا رفتہ رفتہ نوبت بایں جارسید کہ یہ دونوں تعظیمی اور تکریمی الفاظ تضحیک وتحقیر کے ترکش کے تیر بن گئے داڑھی والے ٹھوٹھ اور ناخواندہ لوگوں کو مذاق ہی مذاق میں ملا کا لقب ملنے لگا کالجوں یونیورسٹیوں اور دفتروں میں کوٹ پتلون پہنے بغیر دینی رجحان رکھنے والوں کو طنز وتشنیع کے طور پر مولوی کہا جاتا تھا مسجد کے اماموں پر جمعراتی' شبراتی'' عیدی' بقرعیدی' اور

فاتحہ درود پڑھ کر روٹیاں توڑنے والے' قل اعوذ یئے ملاؤں کی پھبتیاں کسی جانے لگیں۔ لُو سے جھلس جانے والی گرم دوپہروں میں خس کی ٹٹیاں لگا کر پنکھوں (یہ ایئر کولر اور ایئر کنڈیشنر کے عام ہونے سے پہلے کی بات ہے) کے نیچے بیٹھنے والے یہ بھول گئے' کہ محلے کی مسجد میں ظہر کی اذان ہر روز عین وقت پر اپنے آپ کس طرح ہوتی رہتی ہے؟ کڑکڑاتے جاڑے میں نرم وگرم لحافوں میں لپٹے ہوئے اجسام کو اس بات پر کبھی حیرت نہیں ہوئی' کہ اتنی صبح منہ اندھیرے اٹھ کر فجر کی اذان اس قدر پابندی سے کون دے جاتا ہے؟ دن ہو یا رات' آندھی ہو یا طوفان' امن ہو یا فساد' دور ہو یا نزدیک' ہر زمانے میں شہر شہر' گلی گلی' قریہ قریہ' چھوٹی بڑی' کچی پکی مسجدیں اسی ایک ملا کے دم سے آباد تھیں۔ جو خیرات کے ٹکڑوں پر مدرسے میں پڑھا تھا اور دربدر کی ٹھوکریں کھا کر' گھر بار سے دور کہیں اللہ کے گھر میں سر چھپا کر بیٹھ رہا تھا۔ اس کی پشت پر نہ کوئی تنظیم تھی نہ کوئی فنڈ تھا' نہ کوئی تحریک تھی' اپنوں کی بے اعتنائی' بیگانوں کی مخاصمت' ماحول کی بے حسی' اور معاشرے کی کج ادائی کے باوجود اس نے نہ اپنی وضع قطع کو بدلا اور نہ اپنے لباس کی مخصوص وردی کو چھوڑا اپنی استطاعت اور دوسرے کی توفیق کے مطابق اس نے کہیں دین کی شمع' کہیں دین کا شعلہ' کہیں دین کی چنگاری کو روشن رکھا برہام پور گنجم کے گاؤں کی طرح جہاں دین کی چنگاری بھی گل ہو چکی تھی' ملا نے اس کی راکھ ہی کو سمیٹ کر باد مخالف کے جھونکوں میں اڑ جانے سے محفوظ رکھا یہ ملا کا ہی فیض تھا کہ کہیں کام کے مسلمان' کہیں نام کے مسلمان' کہیں محض نصف مسلمان ثابت وسالم برقرار رہے' اور جب سیاسی میدان میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان آبادی کے اعداد وشمار کی جنگ ہوئی' تو ان سب کا اندراج مردم شماری کے صحیح کالم میں موجود تھا برصغیر کے مسلمان عموماً اور پاکستان کے مسلمان خصوصاً ملا کے اس احسان عظیم سے کسی طرح سبکدوش نہیں ہو سکتے' جس نے کسی نہ کسی طرح' کسی نہ کسی حد تک ان کے تشخص کی بنیاد کو ہر دور اور ہر زمانے میں قائم رکھا''۔

(شہاب نامہ ص:۲۴۰،۲۴۱)

موصوف کالم نگار' ملا دشمنی کے جوش میں' ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کی اس آئینی ترمیم کے بارہ میں' جس کے ذریعہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا' فرماتے ہیں:

’’ذوالفقار علی بھٹو نے ۱۹۷۴ء میں پارلیمنٹ کے ذریعہ قانون منظور کرواکر قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دلوایا۔ ۱۹۷۴ء کی اسمبلی میں بھٹو ملاؤں کے قطعاً محتاج نہ تھے اور نہ ہی اس وقت سڑکوں پر کوئی تحریک چل رہی تھی‘ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا فیصلہ پاکستانی مسلمانوں کی اکثریت کی مرضی سے ہوا‘ جس کا ثبوت تمام منتخب اراکین پارلیمنٹ کی طرف سے قانون کی منظوری تھی‘ لہٰذا اس فیصلہ کو ملاؤں کے دباؤ کا نتیجہ قرار دینا قطعاً غلط ہے‘‘۔

ہمارے ’’ممدوح‘‘ کالم نگار کا یہ کہنا کہ ۱۹۵۳ء کی اینٹی قادیانی تحریک اور ۱۹۷۴ء کی تحریک میں ’’ملا‘‘ کا کوئی کردار نہیں تھا‘ تجاہل عارفانہ ہے یا پھر شرمناک ڈھٹائی‘ یقیناً اب بھی ان ہر دو تحریکوں میں مار کھانے والے موجود ہوں گے اور خیر سے اب تو ان ہر دو تحریکوں کی تاریخ مرتب ہوکر کتابی شکل میں منصۂ شہود پر بھی آچکی ہے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کے مولانا اللہ وسایا صاحب نے اس پورے دور کے اخبارات‘ مجلات‘ اشتہارات اور حکومت سے ’’ملا‘‘ کے مذاکرات کی روئیداد کو یکجا کرکے دور حاضر کے ’’اینٹی ملا‘‘ افراد اور بزرجمہروں کی جہالت ولاعلمی کا خوبصورت دستاویزی ثبوت مہیا فرمادیا ہے۔

ہمارے خیال میں موصوف کا یہ کہنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ قیام پاکستان کے لئے کوئی تحریک نہیں چلی تھی اور نہ ہی اس کے لئے انگریزوں پر کوئی دباؤ تھا‘ بلکہ پاکستان انگریزوں کی مسلمانوں پر شفقت وخیر خواہی کی برکت سے معرض وجود میں آیا ہے‘ جس طرح یہ کہنا حقائق سے انحراف اور قیام پاکستان کے لئے جان ومال اور عزت وآبرو کی قربانی دینے والوں کی قربانیوں کا انکار ہے‘ ٹھیک اسی طرح ۱۹۷۴ء کی آئینی ترمیم کو کسی تحریک اور دباؤ کا نتیجہ نہ سمجھنا بھی حقائق کا منہ چڑانے اور مسلمانوں کی قربانیوں پر پانی پھیرنے کے مترادف ہے۔

کیا مئی ۱۹۷۴ء میں ربوہ اسٹیشن پر مرزا طاہر کی سربراہی میں ملتان نشتر میڈیکل کے طلبہ پر حملہ نہیں کیا گیا؟ کیا آل پارٹیز مجلس عمل نے ملک بھر میں مسلمانوں کو بیدار نہیں کیا؟ کیا حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ‘ مولانا مفتی محمودؒ‘ مولانا غلام غوث ہزارویؒ‘ مولانا شاہ احمد نورانی وغیرہ بلکہ ملک بھر کے علماء نے پورے ملک کے دورے کرکے مسلمانانِ پاکستان کی ذہن سازی نہیں کی؟ کیا بھٹو صاحب نے متعدد بار علماء کے ساتھ اس مسئلہ میں ملاقات ومذاکرات سے انکار نہیں کردیا تھا؟ کیا اسمبلی میں ارکان اسمبلی کی ذہن سازی نہیں کی گئی؟ کیا ارکان اسمبلی نے شروع شروع میں اس مسئلہ سے صرف نظر نہیں کیا تھا؟ کیا ۳۰؍مئی سے ۷؍ستمبر تک کے اخبارات ورسائل اور مجلات نے اس تحریک کی لمحہ بہ

لحہ رپورٹیں شائع نہیں کی تھیں؟

کیا موصوف ان تمام حقائق' اخبارات ورسائل اور مجلات میں موجود تفصیلات سے انحراف کی تاب رکھتے ہیں؟ کیا موصوف کے خیال میں ہماری نسلیں ایسی اندھی' بہری اور جاہل ہیں کہ جس کی جو مرضی آئے کرتا رہے' ان کی اور ان کے اسلاف واکابر کی تاریخ جس طرح بگاڑے یا ان کے کارناموں کا انکار کرے' وہ اس پر خاموش رہیں گی؟

ہم نہایت ہی ادب سے موصوف کی خدمت میں عرض کرنا چاہیں گے کہ آپ اپنے بارے میں جو چاہیں کہیں' لکھیں اور جس کا چاہیں ساتھ دیں' مگر ''ملا'' دشمنی میں حقائق کا انکار نہ کریں۔ ملا دشمنی میں مسلمانوں کی قربانیوں کا انکار کرنا کوئی کمال نہیں اور نہ ہی یہ عقل ودانش اور شرافت ودیانت کا تقاضا ہے' آفتاب نصف النہار کا انکار کوئی مادرزاد اندھا ہی کرسکتا ہے یا پھر متعصب' ضدی اور جاہل ہی اس کی ہمت کرسکتا ہے۔ اسی طرح انہیں یہ بھی پیش نظر رہے کہ چاند پر تھوکنے سے تھوکنے والے کا اپنا منہ ہی گندہ ہوگا' چاند کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ آخر میں ہم موصوف کو مشورہ دیں گے کہ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء جلد دوم اور سوم کا مطالعہ فرمالیں تو انشاء اللہ ان کی سب غلط فہمیاں دور جائیں گی۔

ب:..... جناب کالم نگار نے ''ملا'' پر اپنی نوازشات کی مزید بھرمار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''فلم کے اسکرپٹ رائٹرز نے یہ پہلو نظر انداز کردیا کہ جہاد کشمیر کا ۱۹۴۷ء میں آغاز ہوا تو ملاؤں کی طرف سے اس جہاد کو کفر قرار دیا گیا اور کہا گیا کہ جہاد کا اعلان حکومت کی مرضی کے بغیر نہیں ہوسکتا' مجاہدین نے کفر کا فتویٰ دینے والوں سے پوچھا شہدائے کربلا نے کون سی حکومت سے پوچھ کر یزید کے خلاف جہاد کیا تھا تو ملا حضرات اپنی بغلیں جھانکنے لگے''۔

صحافت کے ذریعہ اگر دیانت وصداقت کا پاس کرتے ہوئے پوشیدہ حقائق کو اجاگر کیا جائے' ظلم وتعدی اور جبر استبداد کی راہ روکی جائے' جھوٹ وکرپشن کا سدباب کیا جائے اور حق کا بول بالا کیا جائے تو اسی صحافت نہ صرف قوم وملک کی خدمت ہے' بلکہ یہ بہترین جہاد بھی ہے' لیکن اگر صحافت کا مقصد مال وزر کا حصول' اسباب دنیا کی تحصیل' اکابر واسلاف کی قربانیوں کا انکار' مخالفین پر کیچڑ اچھالنا اور ان پر تہمت وافترا پردازی قرار پائے تو اس سے بڑی کوئی برائی نہیں۔

موجودہ دور کے یہودی اور عیسائی میڈیا یا سازوں نے جہاں دوسری انسانی قدروں کا قتل عام کیا ہے' وہاں انہوں نے صحافت کو بھی اس مقتل گاہ میں چند سکوں کے عوض قربان کردیا ہے' اب صحافت اس کا نام رہ گیا ہے کہ جس کے ہاتھ میں قلم ہے وہ جب اور جس کی چاہے پگڑی اچھالے'

حقائق کو مسخ کرے، جس کے نام جو چاہے، منسوب کر دے، اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں، چنانچہ ہمارے مخاطب جناب کالم نگار بھی اسی گروہ کے سرگرم کارکن، بلکہ اس جماعت کے صدر نشین معلوم ہوتے ہیں کیا ان سے کوئی یہ پوچھنے کی گستاخی کر سکتا ہے کہ وہ مجاہد کون تھے جنہوں نے ۱۹۴۷ء میں جہادِ کشمیر کا اعلان کیا تھا؟ پھر اعلانِ جہاد کے بعد ان کو فتویٰ کی ضرورت کیوں پیش آئی تھی؟ اسی طرح کیا یہ وضاحت کرنا پسند فرمائیں گے کہ وہ کون سے "ملا" تھے، جنہوں نے یہ فتویٰ دیا تھا۔

قطع نظر اس کے کہ جہاد شرعی کی کچھ شرائط و قیود ہیں اور اس میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ مجاہدین کا کوئی باقاعدہ امیر بھی ہو، تاکہ مجاہدین کی سعی و جدوجہد مؤثر و نتیجہ خیز ثابت ہو سکے، کارکنان یا مجاہدین افتراق و انتشار کا شکار نہ ہوں اور وہ کسی نظم کے تحت منظم ہو کر دشمن کا مقابلہ کریں، ورنہ ممکن ہے کہ معمولی سی بے تدبیری اور نا اتفاقی کی پاداش میں دشمن کی بجائے اپنی قیمتی جانوں کو ضائع کر بیٹھیں۔

پھر یہ بھی قابل تعجب اور باعث حیرت ہے کہ یہ الزام انہیں "ملاؤں" پر لگایا جاتا ہے جو ۱۸۵۷ء سے انگریز بہادر سے برسرِ پیکار چلے آ رہے تھے، کیا کوئی باور کر سکتا ہے کہ جو "ملا" مسلمانوں کو انگریز دشمنی کا درس دیتا آیا ہو، جس کے اکابر نے شاملی اور بالاکوٹ میں جام شہادت نوش کیا ہو، جو مسلمانوں کو تحریک ریشمی رومال، تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات کا درس دیتا ہو، اور انگریز کی فوج میں بھرتی کے خلاف فتویٰ دے کر عدالت میں سر پر کفن باندھ کر جاتا ہو، اور جو ملا کالا پانی کی قید بامشقت کو انگریز کی حکومت پر ترجیح دیتا ہو وہ کیونکر یہ فتویٰ دے گا کہ جہاد نہ کرو اور کرو تو حکومت سے پوچھ کر کرو؟

اگر حقائق و واقعات کا کھلی آنکھوں مشاہدہ کرے بشرطیکہ اسکی آنکھوں پر "ملا عداوت" کی پٹی نہ بندھی ہو، تو اسے صاف معلوم ہو گا کہ جہاد کشمیر ہو یا جہاد افغانستان، اس میں ہمیشہ ملاؤں نے ہی موثر و فعال کردار ادا کیا ہے۔

اگر دل میں خوف خدا اور فکر آخرت نہ ہو تو آدمی کذب و افترا کیا بڑے سے بڑے گناہوں سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ یہی کچھ ہمارے مغرب نواز کالم نگار نے کیا ہے، چنانچہ انہوں نے نہایت بے باکی سے کہہ دیا کہ "۱۹۴۷ء کے جہاد کو ملاؤں کی طرف سے کفر قرار دیا گیا" موصوف کے اس بہتان و افترا کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے چوہدری غلام نبی کی کتاب "تحریک کشمیر سے تحریک ختم نبوت تک" کا ایک حوالہ نقل کر دینا مناسب معلوم ہو گا۔ چنانچہ موصوف جہادِ کشمیر کے پس منظر پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اسی دور میں ہندوستان کی طرف سے کشمیر میں فوجی مداخلت ہوئی اور بزور شمشیر کشمیر کو ہندوستان کا اٹوٹ انگ قرار دیا گیا' وزیر اعظم پاکستان نواب زادہ لیاقت علی خان نے اس صورت حال پر ہندوستانی حکمرانوں کو جھنجھوڑا اور کہا: "کشمیر ہمارا ہے' اسے ہر قیمت پر حاصل کرکے رہیں گے"۔ (ص:۱۲۴)

ایک صفحہ آگے اس جہاد میں علمأ کے کردار کو بیان کرتے ہوئے موصوف لکھتے ہیں:

"وزیر اعظم پاکستان نوابزادہ لیاقت علی خان نے کشمیر پر اعلانِ جنگ کردیا' جس پر پوری قوم ان کی ہمنوا بن گئی' اس جنگ میں مجلس احرار اسلام سیسہ پلائی ہوئی دیوار ثابت ہوئی اور اس نے حکومت پاکستان کے موقف کی بھرپور اور دوٹوک حمایت کا اعلان کردیا' مجلس احرار اسلام نے اس موقع پر دفاع پاکستان کے عنوان پر جلسوں کا اعلان کرکے رائے عامہ ہموار کرنے اور قوم میں جذبۂ جہاد پیدا کرنے کی مہم شروع کردی۔ پاکستان کے تمام بڑے شہروں میں زبردست جلسے کئے گئے' عوام اور فوج دونوں کا لہو گرمایا گیا' انہیں جہاد کی اہمیت اور افادیت سے آگاہ کیا گیا' مجلس احرار اسلام کے تمام راہ نما اس جدوجہد میں شریک ہوگئے"۔ (ص:۱۲۵)

ان دو اقتباسات سے موصوف کی غلط بیانی' کذب وافترأ اور علما سے عداوت کا کسی قدر اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

آخر میں ایک بار پھر نہایت خیرخواہی سے موصوف کالم نگار کی خدمت میں عرض کروں گا کہ کذب افترأ آدمی کو بالآخر ذلیل ورسوا کرتا ہے' پھر جبکہ وہ معصوم اہل علم اور دین داروں پر ہو تو دنیا وآخرت کی بربادی کا ذریعہ ثابت ہوتا ہے' کیونکہ اہل بصیرت کا قول ہے کہ 'علمأ کا گوشت زہریلا ہے اور جس نے علمأ کا گوشت کھایا' وہ ہلاک ہوا۔ اس لئے اپنے دین وایمان پر رحم کھاتے ہوئے' اس روش سے فوراً باز آجائیں اور مقبولانِ بارگاہِ الٰہی کی پوستین دری کے بدترین مشغلہ سے توبہ کرلیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

بشکریہ ماہنامہ بینات کراچی

رمضان المبارک کے بعد کرنے کے اعمال

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

رمضان المبارک کا مہینہ گزر گیا۔اس کے گزرنے سے بہت سے لوگوں پر ایک مایوسانہ کیفیت طاری ہوئی۔ جیسے کوئی مہمان رخصت ہو جائے اور بہت دنوں میں اس کے آنے کی امید ہو۔بہت سے لوگوں پر ایک اطمینانی کیفیت طاری ہوئی۔جیسے ان کا کام ختم ہو گیا اور اب ان پر کوئی ذمہ داری نہیں۔یہ دونوں کیفیتیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے منشا اور رمضان المبارک کی روح اور پیام کے منافی ہیں۔رمضان اگر رخصت ہوا تو ایمان اور اس کے تقاضے‘ شریعت اور اس کے احکام اللہ تعالیٰ اور اس سے تعلق بہر حال باقی ہے۔رمضان المبارک درحقیقت ایک دور کا خاتمہ نہیں ایک دور کا آغاز ہے۔رمضان المبارک انتہا نہیں ابتداء ہے۔رمضان المبارک سب کچھ لے کر اور سب نعمتیں تہہ کر کے اور لپیٹ کر نہیں جاتا ہے۔وہ بہت کچھ دے کر‘ جھولیاں بھر کر اور نعمتیں لٹا کر جاتا ہے۔رمضان المبارک کے بعد آدمی گناہوں سے ضرور ہلکا ہوتا ہے۔لیکن ذمہ داریوں سے بوجھل اور گرانبار ہو جاتا ہے۔

اس سب کے باوجود بہت سے بھائی دل میں کہتے ہوں گے کہ رمضان المبارک گیا۔اب کیا کریں؟۔اس مختصر مضمون میں اسی سوال کا جواب مقصود ہے۔یہاں ان باتوں کا تذکرہ کیا جائے گا جو رمضان المبارک کے بعد اور ہمیشہ کرنے کی ہیں۔

توبہ واستغفار

1..........توبہ سب سے مقدم اور اہم کام یہ ہے۔جس کے لئے کسی زمانہ اور مقام کی قید نہیں۔مگر رمضان المبارک اس کی تحریک اور تقاضا پیدا کرتا ہے اور اس کو آسان بنا دیتا ہے۔یہ ہے کہ ہم اپنے گناہوں سے توبہ کریں اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے ٹوٹا ہوا رشتہ یا چھوٹا ہوا رشتہ جوڑیں۔توبہ کی قرآن وحدیث میں اس قدر ترغیب وتاکید ہے اور اس قدر فضیلت بیان کی گئی ہے کہ جو ایمان کے بعد سب سے اہم چیز معلوم ہوتی ہے۔قرآن شریف میں ہے:

”وتوبو الی اللہ جمیعاً ایھا المومنون لعلکم تفلحون ۔ ترجمہ:......تم سب اے ایمان والو! اللہ کی طرف رجوع اور توبہ کرو تا کہ تم کامیاب ہو۔

دوسری جگہ ارشاد ہے کہ:

”توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا ۔ ترجمہ:......اللہ سے سچی اور مخلصانہ توبہ کرو۔“

کہیں کہیں مومنین کے اوصاف بیان کرتے ہوئے بڑی بڑی عبادتوں اور فضیلتوں سے پہلے توبہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ارشاد کیا گیا ہے کہ:

”التائبون العابدون الحامدون السائحون الراکعون الساجدون الامرون بالمعروف والناھون عن المنکر والحافظون لحدوداللّٰہ وبشر المومنین“

ترجمہ:.....”وہ توبہ کرنے والے ہیں۔ بندگی کرنے والے۔ شکر کرنے والے۔ بے تعلق رہنے والے۔ سجدہ کرنے والے۔ حکم کرنے والے۔ نیک بات کا اور منع کرنے والے۔ بری بات سے اور حفاظت کرنے والے۔ ان حدود کے جو باندھے اللہ نے اور خوشخبری سنا دیجئے ایمان والوں کو۔“

حدیث شریف میں ہے کہ: ”التائب من الذنب کمن لا ذنب له “ترجمہ:.....گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہو جاتا ہے جیسا اس کا کوئی گناہ ہی نہیں۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو توبہ کرنے والوں کی توبہ سے ایسی خوشی ہوتی ہے جیسے کہ ایک قصہ ہے کہ ایک شخص اپنا سارا سامان و اسباب خوراک ایک اونٹ پر باندھ کر کے ایک ریگستان کا سفر کر رہا تھا۔ اس کا اونٹ کھو گیا۔ وہ شخص اپنی زندگی سے مایوس ہو کر مرنے کے لئے تیار ہو کر سو گیا۔ جب اس کی آنکھ کھلی تو اچانک وہ دیکھتا ہے کہ اونٹ سامان سے لدا سرہانے کھڑا ہے۔ وہ خوشی میں ایسا مست ہو گیا کہ اس کی زبان سے الٹے الفاظ نکل گئے اور کہنے لگا۔ اے اللہ! میں تیرا رب ہوں اور تو میرا بندہ۔ تیرا بڑا بڑا شکر ہے۔ واقعہ بھی یہ ہے کہ توبہ کرنے والا انسان اپنے آقا کا بھاگا ہوا غلام ہے۔ جب بھی وہ واپس آجائے آقا کو خوشی ہونی چاہئے۔ یہ خوشی اس کی ربوبیت' کرم اور محبت کا ایسا ہی تقاضا ہے جیسا اونٹ کے مل جانے پر انسان کی خوشی اس کی بشریت اور احتیاج کا تقاضا ہے۔

قرآن وحدیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ توبہ صرف ضرورت ہی کی چیز اور مجبوری کا معاملہ نہیں ہے کہ جب آدمی کسی معصیت میں مبتلا ہو جائے تو توبہ کرے۔ یہ تو فرض واجب ہے اور اس کے بغیر تو صاحب ایمان کو چین ہونی نہیں چاہئے۔ بلکہ توبہ ایک مستقل عبادت ہے۔ قرب اور محبوبیت کا ذریعہ ہے۔ اس کے ذریعہ سے جو ترقی ہوتی ہے اس کو کوئی عبادت نہیں پہنچ سکتی۔ اس لئے ابرار و صالحین اور مقربین کو بھی اس کی ضرورت ہے۔ وہ جب کسی توبہ کرنے والے پر رحمت الٰہی کی بارش اور اس ذات عالی کی نوازش دیکھتے ہیں تو ان کی اپنی بڑی بڑی عبادتیں اس کے سامنے ہیچ اور حقیر معلوم ہونے لگتی ہیں اور وہ اس وقت اس گروہ میں شامل ہونے کی کوشش کرتے ہیں جو رحمت الٰہی کا مورد ہوتا ہے۔

بہر حال رمضان المبارک کے بعد سب سے مقدم اور اہم اور سب اعلیٰ و افضل کام یہ ہے کہ ہم اپنے سارے گناہوں سے توبہ کریں اور وقتاً فوقتاً توبہ کرتے رہیں۔ آنحضرت ﷺ ایک ایک مجلس میں ستر ستر اور بعض اوقات سو سو مرتبہ استغفار کرتے تھے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے سب اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیئے تھے۔ لیغفرلك اللّٰہ ماتقدم من ذنبك وماتاخر۰!

قارئین عزیز! اس کا خاص اہتمام رکھیں اور توبہ واستغفار کی دولت حاصل کرتے رہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ وہ شخص بڑا خوش قسمت ہوگا جو حشر کے دن اپنے نامہ اعمال میں استغفار کی کثرت پائے گا۔

ایمان کی تجدید

2 .... بہت سے بھائی سمجھتے ہیں کہ ایمان ایک مرتبہ میں لے آنا کافی ہے۔ اس کے بعد اس کو تازگی' غذا' تجدید کی ضرورت نہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایمان اس طرح پرانا ہو جاتا ہے جیسے کپڑا میلا اور پرانا ہو جاتا ہے۔ اس کو نیا اور اجلا کرتے رہو۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ اس کو کس طرح نیا کریں۔ فرمایا لاالہ الا اللہ ! کی کثرت کرو۔ خود قرآن شریف میں آیا ہے کہ:

''الم یان للذین آمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ ومانزل من الحق ولایکونوا کالذین اوتوا الکتاب من قبل فطال علیھم العمد فقست قلوبھم وکثیر منھم فاسقون۰''

ترجمہ:...... ''کیا وقت نہیں آیا ایمان والوں کو گڑگڑائیں ان کے دل اللہ کی یاد سے اور جو اترا ہے سچا دین اور نہ ہوں ان جیسے جن کو کتاب ملی تھی۔ اس سے پہلے پھر دراز گذری ان پر مدت پھر سخت ہو گئے ان کے دل اور بہت ان میں نافرمان ہیں۔''

اس آیت کے سننے اور پڑھنے کے بعد بعض اصحاب اپنے دل کی سختی اور بے حسی سے شاید مایوس ہوتے اور سمجھتے کہ دل کی یہ زمین بالکل اوسر اور بنجر ہو گئی ہے اور اب بھی اس میں شادابی اور روئیدگی پیدا نہیں ہو گی۔ تو معاً اس کے بعد ارشاد ہوا کہ:

''اعلموا ان اللہ یحیی الارض بعد موتھا قد بینا لکم الآیات ان کنتم تعقلون۰''

ترجمہ:...... ''یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ زمین کو مردہ ہو جانے کے بعد زندہ کر دیتا ہے۔ ہم نے تمہارے لئے اپنی نشانیاں کھول کھول کر بیان کیں۔ اگر تم سمجھتے۔''

ایک آیت میں فرمایا گیا ہے کہ: ''یاایھا الذین آمنو .... الخ ۰'' یہاں بھی ایمان کی تکمیل و تجدید مراد ہے۔

بہرحال ہر شخص کو اپنے ایمان کی تکمیل' تجدید' تقویت کی ضرورت ہے۔ اس کی کئی صورتیں ہیں۔ ایک سوچ سمجھ کر شعور و احساس کے ساتھ کلمہ توحید کی تکرار و کثرت۔ صحابہ کرامؓ! سے کہا گیا کہ لاالہ الا اللہ! کی کثرت کرو۔ ظاہر ہے کہ وہ بے سوچے سمجھے اور معنی مطلب پر غور کئے کلمہ کی تکرار اور کثرت نہیں کرتے ہوں گے۔ دوسرے ذکر کی کثرت اور ذکر کی قوت یہ دونوں مستقل چیزیں ہیں۔ عام حالات میں ذکر کی کثرت ذکر میں قوت پیدا کر دیتی ہے۔ خاص حالات میں ذکر کی قوت کثرت کے قائم مقام بن جاتی ہے۔ قوت کے معنی یہ ہیں کہ خاص کیفیات توجہ استحضار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جائے۔ ان کیفیات و خصوصیات کے ساتھ تھوڑا سا یاد کرنا بھی تھوڑا نہیں ہے اور بڑے اثرات رکھتا ہے۔ لیکن یہ بات بڑی استعداد یا اعلیٰ یقین یا طویل محنت ندامت اور انابت سے پیدا ہوتی ہے۔ تیسری چیز اہل یقین کی صحبت ہے۔ جس کی کیمیا اثری اور پارس صفتی دنیا کو تسلیم ہے اور قرآن مجید کی اس پر گہری مہر لگی ہوئی ہے۔ ارشاد ہے کہ:

’’یاایھا الذین آمنوا اتقوا اللّٰہ وکونوا مع الصادقین ۰ ‘‘ترجمہ:……’’اے ایمان والو! اللہ کا لحاظ کرواور اس سے ڈرو اور صادقین (راست بازوں) کے ساتھ رہو۔‘‘

چوتھی چیز اعمال کی کثرت اور مداومت ہے۔ اس سے بھی ایمان میں جلا اور قوت جو زندگی پیدا ہوتی ہے۔

3………رمضان المبارک کے بعد اور ہمیشہ کرنے والے کاموں میں شریعت کی پابندی اور فرائض واحکام کی بجاآوری ہے۔ جس کی خصوصی مشق رمضان المبارک میں کرائی جاتی ہے:’’ لعلکم تتقون ۰ ‘‘سوچنے والی بات یہ ہے کہ جب رمضان المبارک میں حلال طیب چیزیں ایک خاص وقت کے اندر ممنوع قرار دی گئیں اور ان پر بندش عائد ہوگئی تو وہ چیزیں جو سدا سے حرام اور قیامت تک حرام رہیں گی وہ غیر رمضان المبارک میں کیسے جائز ہو سکتی ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ مومن کے دو روزے ہیں۔ ایک عارضی اور ایک دائمی۔ عارضی روزہ رمضان المبارک میں ہوتا ہے۔ صبح صادق کے طلوع سے غروب آفتاب تک۔ اس میں کھانا پینا اور ممنوعات صوم سب ناجائز ہوتے ہیں۔ دائمی روزہ بلوغ سے موت تک۔ اس میں خلاف شریعت کام اور ممنوعات شرعیہ سب ناجائز ہوتے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

’’واعبد ربک حتیٰ یاتیک الیقین ۰ ‘‘ترجمہ:……’’اپنے رب کی بندگی اور تابعداری کرو۔ جب تک موت نہ آجائے۔‘‘

کیسے تعجب کی بات ہے کہ عارضی روزے کی پابندی کی جائے اور دائمی روزے کو کھیل بنایا جائے۔ جس کا ایک جز اور ایک حصہ یہ عارضی روزہ ہے۔ اگر وہ روزہ نہ ہوتا تو یہ روزہ بھی نہ ہوتا۔ وہ روزہ صبح صادق سے شروع ہوتا ہے۔ یہ روزہ کلمہ پڑھ لینے سے اور اسلام کی حالت میں زمانہ بلوغ کے آجانے سے شروع ہوتا ہے۔ وہ روزہ آفتاب کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے۔ یہ روزہ بھی جب تک زندگی کا آفتاب رہتا ہے باقی رہتا ہے۔ جہاں زندگی کا آفتاب غروب ہوا اور طائر روح نے اپنے قفس کو چھوڑا وہ روزہ بھی ختم ہوا۔ رمضان المبارک گزر گیا۔ فرض روزے بھی اس کے ساتھ گئے۔ مگر اسلام باقی ہے اور اس کا طویل اور مسلسل روزہ بھی باقی ہے۔ پہلے کی عید دوگانہ ہے جو عیدگاہ اور مسجد میں ادا ہو جاتا ہے۔ دوسرے کی عید وہ حقیقی عید ہے جس کے متعلق شاعر عارف نے کہا ہے کہ:

انبساط عید دیدن روئے تو
عید گاہ ماغریباں کوئے تو

’’وجوہ یومئذٍ ناضرہ ۰ الیٰ ربہا ناظرہ ۰ ‘‘ترجمہ:……اس روز کچھ چہرے تروتازہ ہوں گے۔ اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔‘‘

4………رمضان المبارک کا بڑا تحفہ اور عطیہ ربانی یہ قرآن مجید ہے۔ ارشاد ہے کہ:

’’شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس وبینات من الھدیٰ والفرقان ۰ ‘‘

ترجمہ:……’’مہینہ رمضان کا ہے جس میں نازل ہوا قرآن۔ ہدایت ہے واسطے لوگوں کے اور دلیلیں روشن راہ پانے کی اور حق کو باطل سے جدا کرنے کی۔

رمضان المبارک تو سال بھر کے لئے رخصت ہوگیا۔ مگر اپنا پیام اپنا تحفہ اور اپنی سوغات چھوڑتا گیا۔ ضرورت ہے کہ رمضان المبارک گزر جانے کے بعد اس تحفہ سے اس کی یاد تازہ کی جائے۔ اس کی برکات حاصل کی جائیں۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ تحفہ قاصد سے بڑھ کر ہے۔ شاہ وقت اپنے کسی منتخب غلام کو کسی قاصد کے ہاتھ تحفہ بھیجے تو یہ تحفہ اس کی خاص سوغات ہے۔ یہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام اور اس کی صفات کا مظہر ہے۔ اس وقت پورے عالم انسانی میں اور اس زمین کی سطح کے اوپر اللہ تعالیٰ کی ذات سے قرب رکھنے والا اور اس کی صفات وکمالات کا پرتو قرآن مجید ہی ہے۔ ضرورت ہے کہ اس کو ایک زندہ کتاب کی طرح ہمیشہ پڑھا جائے اور یقین پیدا کیا جائے کہ ہم اللہ کا کلام پڑھ رہے ہیں اور اس ذات عالی کے مخاطب اور ہم کلام ہیں۔ پڑھتے وقت ہمارا سینہ اس یقین سے معمور ہمارا دل اس احساس سے مسرور اور ہماری روح اس کی کیفیت سے مخمور ہو۔

حضرت ابی بن کعبؓ نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ: ''ھل سمانی ربی • '' کیا میرے مالک نے میرا نام لے کر کہا کہ (ابی بن کعب سے) قرآن مجید پڑھوا کر سنو اور جب اس کا جواب اثبات میں ملا تو فرط مسرت سے رو پڑے۔

ہم کو بھی اس پر ناز ہونا چاہئے کہ ہمارا رب ہم سے مخاطب ہے اور ہم میں سے ہر شخص فرداً فرداً اس کا مخاطب اور شرف خطاب والتفات سے مشرف ہے۔ بہت سے بھائی رمضان المبارک میں بڑی مستعدی سے قرآن مجید سنتے اور پڑھتے ہیں۔ مگر رمضان المبارک ختم ہوتے ہی اس کو طاق پر ایسا رکھتے ہیں کہ پھر رمضان المبارک میں اتارتے ہیں۔ یہ بڑی ناقدری اور نادانی ہے۔ رمضان المبارک اس کی تقریب کرا کے رخصت ہوتا ہے۔ وہ اس لئے آتا ہے کہ آپ سال بھر اس کو پڑھتے رہیں۔ نہ اس لئے کہ سال بھر کا آپ اس میں پڑھ لیں۔ پھر سال بھر کے لئے چھٹی۔ اس لئے رمضان المبارک کے بعد کرنے کا جو کام تھا یہ ہے کہ ہم قرآن مجید سے اپنا تعلق باقی رکھیں اور اس کی تلاوت غور وتدبر جاری رکھیں۔

5............ رمضان المبارک ہمدردی وغم خواری امداد واعانت اور حسن سلوک کا خاص مہینہ ہے۔ اس کو شھر البر والمواساۃ کہا گیا ہے۔ اس کے جانے کے بعد بھی ہمیں اس شعبہ کو زندہ رکھنا چاہئے اور ان سب بھائیوں کی خبر لیتے رہنا چاہئے جو ہماری امداد واعانت اور سلوک کے محتاج ہیں۔ موجودہ بے روزگاری اور گرانی نے ان لوگوں کی تعداد بہت بڑھادی ہے جو پیسے پیسے کے محتاج اور دانے دانے کو ترستے ہیں اور کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کرتے: ''للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ • '' رمضان المبارک کی تاثیر اور روزے کی قبولیت کی یہ بھی علامت ہے کہ دل میں گداز اور طبیعت میں نرمی اور ہمدردی کا جذبہ پیدا ہو اور رمضان المبارک گزر جانے کے بعد بھی خلق خدا پر شفقت' غربا پر ترس اور پریشان حال لوگوں کے ساتھ سلوک کی خواہش اور کوشش ہو۔ یہ ہیں وہ سب کام جو رمضان المبارک کے بعد بھی جاری رہنے چاہئیں اور رمضان المبارک جن کے لئے خاص طور پر تیار کر کے جاتا ہے: فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک الذین ھداھم اللہ و اولئک ھم اولو الالباب!

☆............☆

صدقہ فطر کے احکام

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

رمضان المبارک ایک بہت بڑی نعمت ہے اور ایک نعمت نہیں بلکہ بہت سی نعمتوں کا مجموعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اس مہینے میں اپنے مالک کو راضی کرنے کے لئے دن رات عبادت کرتے ہیں۔ دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ رات کو قیام کرتے ہیں۔ قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں اور ذکر و تسبیح کلمہ اور درود شریف کا ورد کرتے ہیں۔ اس لئے روزہ دار کو روزہ پورا کرنے کی بہت ہی خوشی ہوتی ہے۔ حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ روزہ دار کو دو خوشیاں نصیب ہوتی ہیں۔ ایک خوشی جو اسے افطار کے وقت ہوتی ہے اور دوسری خوشی جو اسے اپنے رب سے ملاقات کے وقت ہوگی۔

یہی وجہ ہے کہ جب رمضان شریف ختم ہوتا ہے تو اس سے اگلے دن کا نام عیدالفطر ہوتا ہے۔ ہر دن تو ایک روزہ ارکا افطار آتا تھا اور اس کی خوشی ہوتی تھی مگر عیدالفطر کو پورے مہینے کا افطار ہو گیا اور پورے مہینے کے افطار ہی کی اکٹھی خوشی سوئی۔ دوسری قومیں اپنے تہوار کھیل کود میں یا فضول باتوں میں گزار دیتی ہیں۔ مگر اہل اسلام پر حق تعالیٰ شانہ کا خاص انعام ہے کہ ان کی خوشی کے دن بھی عبادت اور سجدہ شکر میں گزرتے ہیں۔

رمضان شریف کے بخیر و خوبی اور بشوق عبادت گزارنے کی خوشی منانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے تین عبادتیں قرر فرمائیں۔ ایک نماز عید۔ دوسرے صدقہ فطر اور تیسرے حج بیت اللہ (حج اگرچہ ذوالحجہ میں ادا ہوتا ہے مگر رمضان سبارک کے ختم ہوتے ہیں یکم شوال سے موسم حج شروع ہو جاتا ہے) یہاں عیدالفطر اور صدقہ فطر کے چند مسائل لکھے تے ہیں۔ باقی مسائل اہل علم سے دریافت کر لئے جائیں:

صدقہ فطر

(1)------- صدقہ فطر ہر مسلمان جبکہ وہ بقدر نصاب کا مالک ہو۔ واجب ہے۔

(2)------- جس شخص کے پاس اپنے استعمال اور ضروریات سے زائد اتنی چیز ہو کہ اگر اس کی قیمت لگائی ئے تو ساڑھے باون تولہ چاندی کی مقدار ہو جائے تو یہ شخص صاحب نصاب کہلائے گا اور اس کے ذمہ صدقہ فطر ب ہوگا۔

(3)------- ہر شخص جو صاحب نصاب ہو اس کو اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے صدقہ فطر ادا ناواجب ہے اور اگر نابالغ کا اپنا مال ہو تو اس میں سے ادا کیا جائے۔

(4)------- جن لوگوں نے سفر یا بیماری کی وجہ سے یا ویسے ہی غفلت اور کوتاہی کی وجہ سے روزے نہیں ے۔ صدقہ فطر ان پر بھی واجب ہے۔ جبکہ وہ کھاتے پیتے صاحب نصاب ہوں۔

(5)------ جو بچہ عید کی رات صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے پیدا ہوا اس کا صدقہ فطر لازم ہے اور اگر صبح صادق کے بعد پیدا ہوا تو لازم نہیں۔

(6)------ جو شخص عید کی رات صبح صادق سے پہلے مر گیا اس کا صدقہ فطر نہیں اور اگر صبح صادق کے بعد مرا تو اس کا صدقہ فطر واجب ہے۔

(7)------ عید کے دن عید کی نماز کو جانے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے۔ لیکن اگر پہلے ادا نہ کیا تو بعد میں ادا کرنا جائز ہے اور جب تک ادا نہیں کرے گا تو اس کے ذمہ واجب الاداہوگا۔

(8)------ صدقہ فطر ہر شخص کی طرف سے پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت ہے اور اتنی قیمت کی اور چیز بھی دے سکتا ہے۔

(9)------ ایک آدمی کا صدقہ فطر ایک سے زیادہ فقیر محتاجوں کو دینا بھی جائز ہے اور کئی آدمیوں کا صدقہ فطر ایک فقیر محتاج کو بھی دینا درست ہے۔

(10)------ جو لوگ صاحب نصاب نہیں ان کو صدقہ فطر دینا درست ہے۔

(11)------ اپنے حقیقی بھائی' بہن' چچا' پھوپھی کو صدقہ فطر دینا جائز ہے۔ میاں بیوی ایک دوسرے کو صدقہ فطر نہیں دے سکتے۔ اسی طرح ماں باپ اولاد کو اور اولاد ماں باپ' دادا' دادی کو صدقہ فطر نہیں دے سکتی۔

(12)------ صدقہ فطر کا کسی محتاج فقیر کو مالک بنانا ضروری ہے۔ اس لئے صدقہ فطر کی رقم مسجد میں لگانا یا کسی اور اچھائی کے کام میں لگانا درست نہیں۔

صدقہ فطر کے بارے میں ایک ضروری وضاحت

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رمضان المبارک کے آخر میں فرمایا اپنے روزوں کا صدقہ نکالو۔ کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے اسے ضروری قرار دیا ہے۔ کھجوروں اور جو میں سے ایک صاع اور گندم میں سے آدھ صاع یہ ہر آزاد' غلام' مرد' عورت' چھوٹے اور بڑے پر لازم ہے۔ (ابوداؤد' مشکوٰۃ)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم صدقہ فطر دیا کرتے کھانے میں سے ایک صاع' جو' کھجور اور کشمش میں سے ایک ایک صاع۔ (متفق علیہ' مشکوٰۃ)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ فطر گندم' جو' کھجور' کشمش کسی ایک قسم میں سے دینا جائز ہے۔ گندم میں سے آدھا صاع اور باقی انواع میں ایک ایک صاع۔ ایک صاع تقریباً ساڑھے تین کلو کے برابر ہے اور آدھا صاع پونے دو کے برابر۔ عوام الناس کے ذہن میں جو یہ بات بیٹھی ہوئی ہے کہ صدقہ فطر صرف گندم کے حساب سے دینا چاہئے صحیح نہیں بلکہ دینے والے کی مرضی پر ہے اور فقہاء احناف نے یہ بھی وضاحت کی ہے کہ صدقہ فطر دینے والا چاہے تو یہ مذکورہ چیزوں میں سے کوئی ایک چیز دے دے یا اس کی قیمت۔

مولوی محمد زبیر اشرف عثمانی

عید اور شوال المکرّم کے فضائل

اسلام نے پورے سال میں عید کے دو دن مقرر کیے ہیں۔ ایک عید الفطر اور دوسرا عید الاضحیٰ کا اور ان دونوں عیدوں کو ایسی اجتماعی عبادات کا صلہ قرار دیا ہے جو ہر سال انجام پاتی ہیں۔ اس لئے ان عبادات کے بعد ہر سال یہ عید کے دن بھی آتے رہتے ہیں۔

عید الفطر تو رمضان المبارک کی عبادات صوم وصلوٰۃ کی انجام دہی کے لئے توفیق الٰہی کے عطا ہونے پر اظہار تشکر ومسرت کے طور پر منائی جاتی ہے اور عید الاضحیٰ اس وقت منائی جاتی ہے جبکہ مسلمانان عالم اسلام کی ایک عظیم الشان عبادت یعنی حج کی تکمیل کر رہے ہوتے ہیں اور ان عبادات پر خوشی کوئی دنیوی خوشی نہیں بلکہ یہ ایک دینی خوشی ہے۔ اس لئے اس خوشی کے اظہار کا طریقہ بھی دینی ہونا چاہئے۔ اس لئے ان دونوں عیدوں میں اظہار مسرت اور خوشی کا اسلامی طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور نماز عیدین میں سجدہ شکر بجالائے اور اظہار شکر کے طور پر عید کے دن صدقہ فطر اور عید الاضحیٰ کے دن بارگاہ خداوندی میں قربانی پیش کی جائے۔

عید کا دن مسلمانوں کے لئے عیسائیوں یہودیوں یا دیگر اقوام کے تہواروں کی طرح کا محض ایک تہوار نہیں۔ بلکہ یہ دن مسلمانوں کی عبادت کا دن بھی ہے اور مسرت کا بھی۔ ان مسرتوں کا آغاز ایک خاص شان وصفت کی عبادت نماز عیدین سے کیا جاتا ہے جسے تمام مسلمان مل کر اپنے رب کریم کے حضور ایک ساتھ ادا کرتے ہیں۔ مسلمانوں کی یہ اجتماعی عبادت جہاں اللہ تعالیٰ کے حضور شکرانے کے طور پر ادا کی جاتی ہے وہاں یہ عبادت اسلامی اخوت اور بھائی چارے کا بھی درس دیتی ہے کہ تمام مسلمان رنگ ونسل سے بالاتر ہو کر علاقائیت اور قومیت کے تصورات کو چھوڑ کر ایک صف میں شانہ بشانہ اپنے رب کریم کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔ عید کے دن مسلمانوں کا یہ عظیم الشان اجتماع اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ مسلمان ایک قوم ہیں۔ ان کے اندر رنگ ونسل اور علاقائیت قومیت کی کوئی تفریق نہیں اور تمام مسلمان باہم بھائی بھائی ہیں۔

شب عید کی فضیلت

ترجمہ حدیث:...... ’’حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے دونوں عیدوں (یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ) کی راتوں میں ثواب کی نیت سے عبادت کی تو اس کا دل اس دن نہیں مرے گا جس دن لوگوں کے دل مردہ ہو جائیں گے۔‘‘ (الترغیب ج۲ص ۱۵۲)

تشریح:...... مطلب یہ ہے کہ آدمی ان راتوں کو عبادت الٰہی میں مصروف رکھے۔ نماز تلاوت اور ذکر ودعا کرتا

رہے۔ ان راتوں میں عبادت کرنے والے کا دل نہ مرے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے خوفناک ہولناک اور دہشت ناک دن میں جبکہ ہر طرف خوف وہراس گھبراہٹ اور دہشت پھیلی ہوئی ہوگی لوگ بدحواس ہوں گے اس دن میں حق جل شانہ اس کو نعمت والی اور پرسعادت زندگی سے سرفراز فرمائیں گے۔

ترجمہ حدیث:...... ''حضرت معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص نے پانچ راتیں زندہ رکھیں اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ (وہ پانچ راتیں یہ ہیں) آٹھ ذی الحجہ کی رات' عرفہ کی رات' بقرعید کی رات' عیدالفطر کی رات اور پندرھویں شعبان کی رات۔'' (الترغیب ج۲ص۱۵۲)

تشریح:...... مذکورہ حدیث میں ان پانچ راتوں کی ایک خاص فضیلت یہ بیان فرمائی ہے کہ جو شخص ان پانچ راتوں میں جاگ کر ذکر الٰہی اور عبادت میں لگا رہے گا اللہ تعالیٰ اس پر اپنا خاص انعام یہ نازل فرمائیں گے کہ اسے جنت کی دولت سے مالا مال فرمائیں گے۔ پورے سال میں سے صرف ان پانچ راتوں میں جاگ کر عبادت کرنا کوئی مشکل اور دشوار کام نہیں ہے۔ اگر ہم اپنا جائزہ لیں اور اردگرد کے ماحول پر نگاہ ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ ہم لوگ دنیاوی نفع اور فائدہ کی خاطر پوری پوری رات جاگ کر گزار دیتے ہیں۔ بعض ملازمت پیشہ حضرات ملازمت کی وجہ سے پوری رات جاگتے ہیں۔ بعض لوگ صرف کھیل تفریح اور گپ شپ کے لئے پوری پوری رات برباد کردیتے ہیں۔ لیکن آخرت کے ہولناک دن سے بچنے' پاکیزہ زندگی حاصل کرنے اور مقام جنت پانے کے لئے ہمارے لئے جاگنا دوبھر ہوجاتا ہے۔ حالانکہ اگر نفس وشیطان کا مقابلہ کرکے ہمت کی جائے تو یقیناً ان مبارک راتوں کو ذکر الٰہی سے تروتازہ رکھا جاسکتا ہے۔ اسی لئے اس رات کا نام 'لیلۃ الجائزۃ' رکھا گیا ہے۔ یعنی انعام کی رات۔ کیونکہ اس رات میں عبادت کرنے والے کو اللہ رب العزت بہت انعام واکرام سے نوازتے ہیں۔

شب عید کی بے قدری

اوپر کی ذکر کردہ احادیث سے معلوم ہوا کہ عید کی رات کتنی فضیلت والی رات ہے اور کس قدر اہم رات ہے۔ مگر نہایت افسوس کا مقام ہے کہ ہم نے اس مبارک رات کی فضیلتوں اور برکتوں سے اپنے آپ کو محروم کیا ہوا ہے۔ اس مبارک رات کو طرح طرح کی لغو اور فضول باتوں اور فضول خرچیوں میں برباد کردیتے ہیں۔ عید کا چاند نظر آتے ہی بے شمار لوگ بازار کا رخ کرتے ہیں اور رات کا بیشتر حصہ ان بازاروں میں برباد کردیا جاتا ہے اور بازار جہاں طرح طرح کے گناہ ہوتے ہیں۔ جہاں بے پردگی کا سیلاب ہوتا ہے۔ ریکارڈنگ کا اور دیگر بے شمار قسم کے گناہ ہوتے ہیں جس میں انسان مبتلا ہوجاتا ہے۔ بہت سے لوگ اس رات کو وڈیو فلمیں دیکھتے ہوئے گزار دیتے ہیں۔ غرض چاندرات میں اس طرح کے اور بے شمار فضول کام کئے جاتے ہیں ان سب چیزوں سے بچنا ضروری ہے۔ اگر اس مبارک رات میں نیک کام کی توفیق نہ ہو تو کم از کم یہ کوشش کی جائے کہ گناہ میں تو مبتلا نہ ہوں۔ غلط کاموں میں لگنے سے بہتر تو یہ ہے کہ عشاء کی نماز جماعت سے پڑھ کر آرام کرے اور صبح کی نماز جماعت سے پڑھ لے۔ اتنا

کر لینے سے بھی اس رات کی فضیلت اور ثواب سے محرومی نہ ہوگی۔

عید کے دن کی فضیلت

عید کا دن بھی بہت زیادہ فضیلت کا دن ہے۔ اس دن اللہ تعالیٰ خصوصیت سے اپنے بندوں پر بہت زیادہ انعامات اور مغفرت فرماتے ہیں۔ جن کی تفصیل مندرجہ ذیل احادیث سے معلوم ہوگی:

''ارشاد فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ جب عید کا دن ہوتا ہے تو فرشتے راستوں کے سروں پر بیٹھ جاتے ہیں اور پکارتے ہیں کہ اے مسلمانوں کے گروہ چلو رب کریم کی طرف جو نیکی (کی توفیق دے کر) احسان کرتا ہے۔ پھر اس پر بہت ثواب دیتا ہے۔ (یعنی خود ہی عبادت کی توفیق دیتا ہے پھر اس پر خود ہی ثواب عنایت فرماتا ہے) اور فرشتے کہتے ہیں کہ تم کو رات میں قیام کا حکم دیا گیا تم نے قیام کیا اور تم کو روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا تو تم نے روزے رکھے اور اپنے پروردگار کی اطاعت کی۔ پس تم انعام حاصل کرو۔ پھر جب نماز پڑھ چکتے ہیں تو فرشتہ پکارتا ہے۔ آگاہ ہو جاؤ بے شک تمہارے رب نے تم کو بخش دیا اور تم اپنے گھر کی طرف کامیاب ہو کر لوٹو۔ پس یہ ''یوم الجائزۃ'' ہے اور اس دن کا نام آسمان میں ''یوم الجائزۃ'' انعام کا دن رکھا جاتا ہے۔ (الترغیب بحوالہ طبرانی)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جنت کو رمضان شریف کے لئے خوشبوؤں کی دھونی دی جاتی ہے اور شروع سال سے آخر سال تک رمضان شریف کی خاطر آراستہ کیا جاتا ہے پھر جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے جس کا نام 'مثیرہ' ہے (اس کے جھونکوں کی وجہ سے) جنت کے درختوں کے پتے اور کواڑوں کے حلقے بجنے لگتے ہیں جس سے ایسی دلآویز سریلی آواز نکلتی ہے کہ سننے والوں نے اس سے اچھی آواز کبھی نہیں سنی۔ پھر خوبصورت آنکھوں والی حوریں اپنے مکانوں سے نکل کر جنت کے بالا خانوں کے درمیان کھڑی ہو کر آواز دیتی ہیں کہ کوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہم سے منگنی کرنے والا۔ تاکہ حق تعالیٰ شانہ اس کو ہم سے جوڑ دیں۔ پھر حوریں جنت کے داروغہ رضوان سے پوچھتی ہیں کہ یہ کیسی رات ہے؟۔ وہ لبیک کہہ کر جواب دیتے ہیں کہ یہ رمضان المبارک کی پہلی رات ہے۔ جنت کے دروازے محمد ﷺ کی امت کے لئے کھول دیئے گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ رضوان سے فرماتے ہیں کہ جنت کے دروازے کھول دے اور ''مالک'' (جہنم کے داروغہ) سے فرما دیتے ہیں کہ محمد ﷺ کی امت کے روزہ داروں پر جہنم کے دروازے بند کر دے اور جبرائیل علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے کہ زمین پر جاؤ اور سرکش شیاطین کو قید کرو اور ان کے گلے میں طوق ڈال کر دریا میں پھینک دو۔ میرے محبوب ﷺ کی امت کے روزوں کو خراب نہ کریں۔ حق تعالیٰ شانہ رمضان شریف کی ہر رات میں ایک منادی کو حکم فرماتے ہیں کہ تین مرتبہ یہ آواز دے کہ ہے کوئی مانگنے والا جس کو میں عطا کروں۔ ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ میں اس کی توبہ قبول کروں۔ ہے کوئی مغفرت کا طلبگار کہ میں اس کی مغفرت کروں؟۔ کون ہے جو غنی کو قرض دے؟۔ ایسا غنی جو نادار نہیں۔ ایسا پورا پورا ادا کرنے والا جو ذرا بھی کمی نہیں کرتا۔

حضور ﷺ نے فرمایا حق تعالیٰ شانہ رمضان شریف میں افطار کے وقت ایسے دس لاکھ آدمیوں کو جہنم سے خلاصی فرماتے ہیں جو جہنم کے مستحق ہو چکے تھے اور جب رمضان کا آخری دن ہوتا ہے تو یکم رمضان سے آج تک جس قدر لوگ جہنم سے آزاد کئے گئے تھے ان کے برابر اس ایک دن میں آزاد فرماتے ہیں اور جس رات شب قدر ہوتی ہے تو حق تعالیٰ شانہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم فرماتے ہیں کہ وہ ایک بڑے لشکر کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں۔ ان کے ساتھ ایک سبز جھنڈا ہوتا ہے جس کو کعبہ کے اوپر گاڑ دیتے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے سو بازو ہیں۔ جن میں سے دو بازو وہ صرف اسی رات میں کھولتے ہیں جن کو مشرق سے مغرب تک پھیلا دیتے ہیں۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کو تقاضا فرماتے ہیں کہ جو مسلمان آج کی رات میں کھڑا ہو یا بیٹھا ہو نماز پڑھ رہا ہو یا ذکر کر رہا ہو اس کو سلام کریں اور مصافحہ کریں اور ان کی دعاؤں پر آمین کہیں۔ صبح تک یہی حالت رہتی ہے۔ جب صبح ہو جاتی ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام آواز دیتے ہیں کہ اے فرشتوں کی جماعت اب کوچ کرو اور چلو۔ فرشتے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت کے مومنوں کی حاجتوں اور ضرورتوں میں کیا معاملہ فرمایا۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر توجہ فرمائی اور چار (قسم کے) لوگوں کے علاوہ سب کو معاف فرما دیا۔

صحابہ کرامؓ نے دریافت فرمایا یارسول اللہ ﷺ وہ چار (قسم کے) لوگ کون ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

1............ ایک وہ شخص جو شراب کا عادی ہو۔

2............ دوسرا وہ شخص جو والدین کی نافرمانی کرنے والا ہو۔

3............ تیسرا وہ شخص جو قطع رحمی (رشتہ داروں سے بدسلوکی اور قطع تعلق) کرنے والا ہو۔

4............ چوتھا وہ شخص جو کینہ رکھنے والا اور جھگڑالو ہو۔

پھر عید الفطر کی رات ہوتی ہے تو اس کا نام آسمانوں پر لیلۃ الجائزہ یعنی انعام کی رات رکھا جاتا ہے۔ جب عید کی صبح ہوتی ہے تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں کو تمام شہروں میں بھیجتے ہیں۔ وہ زمین پر اتر کر تمام گلیوں، راستوں کے سروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایسی آواز سے جن کو انسان اور جنات کے سوا ہر مخلوق سنتی ہے پکارتے ہیں کہ اے محمد ﷺ کی امت اس رب کریم کی درگاہ کی طرف چلو جو بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے اور بڑے بڑے قصور کو معاف کرنے والا ہے۔ پھر جب لوگ عیدگاہ کی طرف نکلتے ہیں تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں سے دریافت فرماتے ہیں کہ اس مزدور کا بدلہ کیا ہے جو اپنا کام پورا کر چکا ہو۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ ہمارے معبود اور ہمارے مالک اس کا بدلہ یہی ہے کہ اس کی مزدوری پوری پوری دی جائے تو حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں میں نے ان کو رمضان کے روزوں اور تراویح کے بدلہ میں اپنی رضا اور مغفرت عطا کر دی ہے۔

اور بندوں سے خطاب فرما کر ارشاد ہوتا ہے کہ اے میرے بندو! مجھ سے مانگو۔ میری عزت کی قسم! میرے جلال کی قسم! آج کے دن اپنے اس اجتماع میں مجھ سے اپنی آخرت کے بارے میں جو سوال کرو گے عطا کروں گا اور دنیا کے بارے میں جو سوال کرو گے اس میں تمہاری مصلحت پر نظر کروں گا۔ میری عزت کی قسم! جب تک میرا خیال رکھو گے میں

تمہاری لغزشوں کی پردہ پوشی کرتا رہوں گا اور ان کو چھپاتا رہوں گا۔ میری عزت کی قسم! میرے جلال کی قسم! میں تمہیں مجرموں (اور کافروں) کے سامنے رسوا نہ کروں گا۔ بس اب بخشے بخشائے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔ تم نے مجھے راضی کر دیا اور میں تم سے راضی ہو گیا۔ پس فرشتے اس اجر و ثواب کو دیکھ کر جو اس امت کو فطر کے دن ملتا ہے خوشیاں مناتے ہیں اور کھل جاتے ہیں۔ (الترغیب ج۲ص۹۹)

ان مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ عید اور شب عید دونوں ہی بہت فضیلت واہمیت کی حامل ہیں اور یہ انعامات الٰہی کی وصولی اور خوشنودی حاصل ہونے کا مبارک دن ہے۔ مگر ہماری شامت اعمال یہ ہے کہ ہم ان مبارک شب و روز میں غلط قسم کے کاموں اور گناہوں میں ایسے منہمک ہو جاتے ہیں کہ اس دن بجائے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لیتے ہیں۔

شوال کے چھ روزوں کی فضیلت

عیدالفطر کے بعد مزید چھ دن کے روزے رکھنا بہت فضیلت اور ثواب کا کام ہے۔ احادیث میں اس کی بہت زیادہ فضیلت آئی ہے جو مندرجہ ذیل احادیث سے معلوم ہوگی:

عیدالفطر کے بعد کے یہ چھ روزے ماہ شوال میں رکھے جائیں۔ خواہ مسلسل کر کے رکھے جائیں یا وقفہ وقفہ سے رکھے جائیں۔ غرض یہ کہ اس ماہ میں چھ روزوں کی تعداد پوری ہو جائے۔

ترجمہ حدیث:...... ''حضرت ابو ایوب انصاریؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے رمضان المبارک کے روزے رکھے پھر چھ روزے شوال کے مہینہ میں رکھے تو یہ ایسا ہو گیا جیسا کہ اس نے سال بھر کے روزے رکھے۔''

پورا سال روزے رکھنے کا جتنا ثواب ہے اس کے برابر ثواب شوال کے مہینہ میں چھ دن کے روزے رکھنے کا ملتا ہے۔ ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ:

ترجمہ حدیث:...... ''حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے رمضان المبارک کے روزے رکھے اور شوال کے مہینہ میں چھ روزے رکھے تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے آج اپنی ماں کے بطن سے پیدا ہوا ہو۔''

یعنی بچہ ماں کے پیٹ سے جیسا گناہوں سے پاک صاف پیدا ہوتا ہے اسی طرح رمضان المبارک کے روزے رکھنے کے بعد شوال میں چھ روزے رکھنے سے بھی وہ گناہوں سے اسی طرح پاک صاف ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو ان باتوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

والصلوٰة والسلام علی خیر خلقه محمد واله واصحابه اجمعین!

☆......☆......☆

صاحبزادہ طارق محمود

ناقابل فراموش... انمول یادیں...!

صدر ایوب خان کے زمانہ میں آغا شورش کاشمیریؒ پہلی دفعہ گرفتار ہوئے تو انہیں میانوالی جیل میں پابند سلاسل کیا گیا۔ مزے کی بات یہ جس شب انہیں گرفتار کیا گیا ریڈیو پر پاکستان کا ترانہ: ''میرا سب کچھ میرے وطن کا ہے۔'' نشر ہو رہا تھا۔ چٹان پریس سربمہر کر دیا گیا۔ چٹان کی اشاعت بحکم سرکار روک دی گئی۔ آغا شورش کاشمیریؒ کی اہلیہ کی طرف سے ہائی کورٹ میں رٹ دائر کی گئی۔ ایک شام ہم لوگ حسب معمول ڈیرہ جمائے بیٹھے تھے۔ والد صاحب گھر پر موجود نہیں تھے۔ گھر کے نکڑ پر ایک ویگن آ کر رکی۔ فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھلا۔ آغا شورش کاشمیریؒ باہر نکلے۔ ساتھ ہی پچھلے دروازے بھی کھلے اور مسلح پولیس کے اہلکار بھی برآمد ہوگئے۔ ہم سب لوگ آغا شورش کاشمیریؒ کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ کیونکہ وہ تو میانوالی جیل میں سرکار کے مہمان تھے۔ آغا شورش کاشمیریؒ لمبے قدم بھرتے ہوئے ہماری طرف بڑھے۔ اسی روایتی انداز میں والد صاحب کے بارہ میں پوچھا۔ پھر کہنے لگے طارق! پولیس والوں کو باہر مصروف کر دو اور بیٹھک کھول دو۔ ہم نے آناً فاناً میزیں لگائیں۔ بازار سے کھانا منگوایا۔ اس طرح پولیس والے اپنے حقیقی فرائض منصبی ادا کرنے میں مشغول ہو گئے۔ شیخ محمد بشیر کے ہاں ہم نے فون کیا تو والد صاحب وہاں موجود تھے۔ انہیں آغا شورش کاشمیریؒ کی غیر متوقع آمد کی اطلاع دی۔ والد مرحوم نے وہیں سے چند خاص دوستوں کو ٹیلی فون کے ذریعہ آغا شورش کاشمیریؒ کی آمد سے مطلع کیا اور فوری طور پر رہائش گاہ پہنچنے کی تاکید کی۔ تھوڑی دیر بعد کمرہ آغا شورش کاشمیریؒ کے گرویدہ دوستوں سے بھر گیا۔

آغا شورش کاشمیریؒ نے پہلے لاہور گھر فون کیا۔ اہلیہ اور بچوں سے بات چیت کی۔ پھر اپنے وکیل سے صلاح مشورہ کیا۔ خواجہ صادق کاشمیری کو چند ہدایات دیں۔ مجھے یاد ہے پٹھان برادری کے سربراہ اور معروف سماجی رہنما خان شیریں گل خان کمرہ میں داخل ہوئے تو آغا شورش کاشمیریؒ سے لپٹ کر زار و قطار رونے لگے۔ ان کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ طبیعت سنبھلی تو کہا شورش! انگریز کے جانے کے بعد بھی تیری آزمائش ختم نہیں ہوئی۔ کمرے کا ماحول سوگوار ہو گیا۔ سارے دوستوں کے چہرے اشکبار ہو گئے۔ آغا شورش کاشمیریؒ نے کمال حوصلہ سے خان شیریں گل خان کو تھپکی دیتے ہوئے کہا خان صبر کرو۔ اللہ میرے ساتھ ہے۔ مجھے انگریز نہ جھکا سکا۔ اس کے بوٹ چاٹنے والے کہاں جھکا سکیں گے؟۔ آغا شورش کاشمیریؒ کے ہمراہ ایک میڈیکل آفیسر ایک تھانیدار اور چند باوردی سپاہی ساتھ تھے۔ ہم نے کھانے کی ترتیب کو ذرا لمبا کر دیا۔ کھانے کے بعد پھل سے سرکاری اہلکاروں کی تواضع کی۔ جب وہ پیٹ کی بھوک مٹا چکے تو عمدہ چائے ان کی خدمت میں پیش کی۔ ایک سپاہی کہنے لگا۔ شورش! نے راستے میں سچ ہی کہا تھا کہ میں تمہیں لائل پور ایک ایسے مولوی صاحب کے ہاں لے جاؤں گا جس کا دستر خوان بہت وسیع ہے۔ اسی طرح اندر کھانے کا اہتمام ہوا۔ سب نے مل کر کھانا کھایا۔ آغا شورش کاشمیریؒ نے بتایا کہ صبح لاہور میں ہائی کورٹ پیشی تھی۔ سرکاری اہلکار میانوالی سے چلے تو میں نے انہیں براستہ فیصل آباد جانے کے لئے راضی کر لیا تھا۔ تمام دوستوں کی خواہش تھی کہ اے کاش! وقت رک جائے یہ مجلس ساری

رات جاری رہے:

پولیس والے ویگن میں سوار ہوئے تو والد صاحب نے دو ڈبے مٹھائی کے ان کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔ آپ کی بہت بہت مہربانی۔آپ نے ہم پر احسان کیا ہے۔ یہ آپ کا زادراہ ہے۔ہم جلدی میں آپ کی خاطر خواہ خدمت نہ کرسکے۔ آغا شورش کاشمیریؒ کے ہمراہ میڈیکل آفیسر ڈاکٹر صاحب کا نام یاد نہیں۔ اس مجلس سے خاصے متاثر ہوئے۔ البتہ تھانے دار صاحب کھانے پینے میں مشغول ہونے کے باوجود متفکر دکھائی دیتے تھے۔ انہیں بہرحال اپنی نوکری بھی تو عزیز تھی۔ بالآخر شب گیارہ بجے نشست برخاست ہوئی۔ دوستوں نے مغموم دل سے آغا شورش کاشمیریؒ کو الوداع کیا۔ اس طرح آغا شورش کاشمیریؒ تاریخی لمحات کی یادوں کو چھوڑتے ہوئے لاہور روانہ ہوگئے۔

ربوہ اور ہیرامنڈی

آغا شورش کاشمیریؒ بے بدل خطیب تھے۔ بولتے تو الفاظ لیل ونہار کی گردش کی طرح ان کی خطابت کے سامنے گھومنے لگتے۔ تقریر میں تشبیہات' ارشادات' کنایات اور مترادفات کے انبار لگادیتے۔ بے ساختگی اور برموقع بات ان کی خطابت کا بانکپن تھا۔ ایک دفعہ چنیوٹ ختم نبوت کانفرنس میں خطاب کررہے تھے کہ سیلاب کا ذکر آ گیا۔ ان دنوں پورے ملک میں سیلاب کا زور تھا۔ قادیانیوں کے اخبار الفضل نے لکھا کہ:''حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی ملعون) کی کرامت سے ربوہ محفوظ رہا۔'' آغا شورش کاشمیریؒ نے برجستہ کہا! قادیانی ٹھیک کہتے ہیں.......... سیلاب کا پانی دو جگہوں پر نہیں پہنچا۔ ایک ربوہ میں اور دوسرا لاہور کی ہیرامنڈی میں۔

غیرت دینی کا مظاہرہ

آغا شورش کاشمیریؒ ایک دفعہ کراچی سے لاہور جہاز میں سفر کررہے تھے۔ ساتھ والی نشست پر ایک قادیانی ہم سفر تھا۔ اسے معلوم نہیں کہ یہ صاحب شورش کاشمیری ہیں۔ اس نے دھیرے دھیرے مخصوص انداز میں قادیانیت کی تبلیغ شروع کردی۔ آغا شورش کاشمیریؒ سمجھ گئے کہ یہ شخص قادیانی ہے۔ پھر کیا تھا؟۔ آغا شورش کاشمیریؒ کی غیرت دینی جاگ اٹھی۔ انہوں نے اپنے مخصوص روایتی لہجہ میں مرزا غلام احمد قادیانی ملعون کو خوب سنائیں۔ قادیانی بولا صاحب اخلاق بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ آپ ہمارے حضرت صاحب کو برا بھلا کہے جارہے ہیں۔ آغا شورش کاشمیریؒ نے کہا میں نے تمہارے نبی کو برا بھلا اور گھٹیا انسان کہا۔ تمہاری غیرت بیدار نہیں ہوئی۔ تم میں جرات ہے تو میرے نبی ﷺ کی توہین کرکے دیکھ۔ میں اپنے باپ کا نہیں کہ تمہیں جہاز سے نیچے نہ پھینک دوں۔ آغا شورش کاشمیریؒ نے کہا وہ بھی کوئی نبی ہے جس نے تمہیں غیرت وحمیت ہی نہیں بخشی۔ بعد میں آغا شورش کاشمیریؒ نے بتایا کہ میرا نام شورش کاشمیری ہے اور میں قادیانیت کے لئے عذاب الٰہی ہوں۔ اب تم نے بات کی تو جہاز کی لیٹرین میں بند کردوں گا۔ جو تمہارے منحوس نبی کی پسندیدہ جگہ ہے۔ جہاز لاہور ائیرپورٹ پر اترا تو وہ قادیانی مزید آغا شورش کاشمیریؒ کی یورش سے بچنے کے لئے تیزی سے رفو چکر ہوگیا۔ آغا شورش کاشمیریؒ نے جہاز سے اتر کر قادیانی شخص کو تلاش کیا۔ وہ باطل تھا۔ باطل کی طرح غائب ہوگیا۔

قسط نمبر 7

ترتیب: مولانا قاضی احسان احمد

فتنہ قادیانیت کا استیصال اور......

شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیریؒ

نوٹ: قدرت حق نے ہر دور کے اندر کچھ ایسے پاکیزہ نفوس کو اس دار فانی کے اندر پیدا کیا ہوتا ہے جن کا وجود اس دھرتی کے لئے ایک گوہر نایاب ہوتا ہے اور وہ لوگوں کے اندر ایسے ان گنت نقوش چھوڑ جاتے ہیں جو ان کے جانے کے بعد بھی نہیں بھلائے جاسکتے اور جانے کے بعد وہ پہلے سے زیادہ دلوں میں گھر کر جاتے ہیں۔ انہیں پاکیزہ ہستیوں میں سے ایک ہستی حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیریؒ کی ہے۔ جس کا تعارف یہ قلم ہرگز نہیں کراسکتا۔ بہرکیف فتنہ قادیانیت کا استیصال اور حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیریؒ کے عنوان سے یہ مضمون فائدہ عامہ اور تامہ کی غرض سے ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔

اسلام اپنے آغاز ہی سے جن فتنوں کا نخچیر رہا ہے اس کی دل دوز تاریخ سامنے ہے اور یہ بھی کہ حضرت محمد ﷺ سے لے کر آج تک آپ ﷺ کے جانشینوں کو سازشوں کی کن ہولناک وادیوں میں اتر کر باطل کا بھرپور مقابلہ کرنا پڑا۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس مقابلہ کی تاریخ دنیا کے ان اوقات سے شروع ہے جس کی تاریخیت پر انسانی علم اب تک باخبر نہ ہو سکا۔ پس جب سے دنیا میں حق ہے اس وقت سے باطل اس کے مقابلہ میں موجود۔ نور کے ساتھ ظلمت۔ خیر او شر کی نبرد آزمائی۔ کفر و ایمان کی معرکہ آرائی۔ سعادت و شقاوت کے باہمی مقابلے بڑی پرانی داستان ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل نے اپنے معصوم بھائی ہابیل کی نعش اپنے ہاتھوں سے تیار کی۔ نوح علیہ السلام نافرمانی کا مظاہرہ اپنے ہی بیٹے کنعان سے دیکھ رہے تھے اور ابراہیم علیہ السلام کو اپنے باپ آذر کی بت تراش ذہنیت کے مقابلہ میں صنم شکن ایمان کا مظاہرہ کرنا پڑا۔ سامری اور قارون کوئی باہر کی شخصیتیں نہیں بلکہ موسیٰ علیہ السلام کے لئے یہ آستین کے اژدھا تھے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے سر پر کانٹوں کا تاج اور سولی کی سزا کی راہ ہموار کرنے والا آسمان سے اتر کر نہیں آیا تھا۔ بلکہ ہماری اور آپ کی یہی زمینیں اس کا بوجھ اٹھائے ہوئی تھی۔ پس ان حقائق کی روشنی میں یہ کچھ بے جا نہ ہوگا کہ حق باطل کی آویزشیں نئی نہیں ہیں۔ بلکہ قدامت کی وہ چھاپ ان پر ہے جس کی تاریخ‘ دن اور زمانہ سال اور صدی متعین نہیں کی جاسکتی۔ غرضیکہ امت مرحومہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے اہل حق کو چودہ سو سال کے عرصہ میں فراغت کا کوئی ایسا لمحہ میسر نہیں آیا جس میں باطل کو سرنگوں کرنے کے لئے حق پسندوں کا یہ گروہ پیش پیش نہ ہو ابوجہل‘ ابولہب‘ عاص بن وائل‘ عقبہ بن معیط‘ ولید بن مغیرہ کے اٹھائے ہوئے ہنگاموں سے بچ کر نکلنے والا مقدس انسان (ﷺ) جب مدینہ کی نمناک خاک پر پہنچا تو وہیں ابی بن سلول کی شکل میں کچھ اڑتے ہوئے بگولے بھی نظر آ۔

اور کائنات کا یہ محسن اعظم (ﷺ) جب داخلی اور خارجی فتنوں کا مقابلہ کرتے ہوئے جان جان آفریں کے سپرد کر رہا تھا تو اچانک مسیلمہ کذاب کی باطل نبوت کا دعویٰ بھی اس کے پاکیزہ کانوں میں پہنچ گیا۔

آہ! اس محسن اعظم ﷺ نے ناسپاس دنیا کے اس بھیانک جرم کی نمائش اپنی آنکھوں سے دیکھی کہ اس کی ختم نبوت ہی کے مقابلہ میں نبوت کا دعویدار کھڑا ہو گیا اور ابلیس نے اتنی بھی مہلت نہ دی کہ یہ النبی الامی اس احسان فراموش دنیا سے سکون دل لے کر اٹھتا۔ مسیلمہ کے بعد اسود عنسی' سجاح بن خویلد' ابن المقنع نخشب' سینکڑوں بلکہ ہزاروں نبوت کے پاکیزہ و مقدس دامن کو تار تار کرنے والے پیدا ہوتے رہے اور یہی ایک محاذ نہیں بلکہ سینکڑوں وہ محاذ کھل گئے جن کی اطلاع خود حضرت محمد ﷺ نے اس الہامی اطلاع کے ساتھ دی تھی کہ:

''میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی جن میں سے ہر فرقہ دوزخ کا کندہ ثابت ہوگا۔ بس ایک ہی جماعت اپنے عقیدہ اور عمل کے اعتبار سے جنت کی مستحق ہوگی۔''

ایک حدیث میں ہے کہ:

''خدا کی قسم تم بھی پچھلی امتوں کے گمراہ پسندوں کے قدم بمقدم چلو گے۔ تا آنکہ اگر ان میں سے کوئی اپنی ماں کے ساتھ بدکاری کا مرتکب ہوا ہے تو یہ ارتکاب تم سے بھی ہوگا۔''

الصادق والمصدوق نے جو اطلاع دی تھی وہ غلط کیسے ہو سکتی تھی۔ امت میں اٹھنے والے داخلی و خارجی فتنے اور اس کی طویل داستاں اس پیغمبرانہ پیشین گوئی کی بھرپور تصدیق کر رہی ہے۔ پولس کے ہتھکنڈے جب عیسائیت کو نقصان نہیں پہنچا سکے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کا یہ سب سے بڑا مجرم ایک مقدس ظہور کا دعویٰ کرتے ہوئے یکا یک عیسائیت کا مناد بن گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے عداوتی قالب دوستی کے قالب میں ڈھل گیا۔ ٹھیک اسی طرح ابن سباء یہودی النسل نے اسلام کو تاخت و تاراج کرنے کے لئے اسلامی قالب اختیار کیا اور حضرت سیدنا عثمانؓ کے معصوم خون کا انتقام لینے کے منصوبوں سے لے کر حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کے مشاجرات میں برابر شریک رہا۔ بلکہ حضرت علیؓ کی الوہیت و خدائی کا نعرہ لگا کر پولیس کے اس کردار کا مظاہرہ کیا جس میں پولس نے عیسیٰ علیہ السلام کے خدا ہونے کا انکشاف کیا تھا۔ مگر نتائج کے اعتبار سے پولس کامیاب تھا اور ابن سباء کو ناکامی کا سابقہ رہا۔ پھر اسی تاریخ میں کربلائی معرکے' حجاج کی سفاکیاں' مسئلہ تقدیر اور اس پر ہنگامہ آرائیاں' اعتزال کا فتنہ' خوارج کا طوفان' رافضیت کا سیلاب' شیعیت کی آندھی' خلق قرآن کا بگولہ اور خدا جانے چھوٹی بڑی کتنی آندھیاں اور بگولے تاریخ کے میدان میں تیز رفتار اور دھیمی چال سے آگے بڑھتے اور رینگتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

دور کیوں جایئے خود ہمارے اسی ہندوستان میں عقیدہ اور عمل دونوں گوشوں میں ضلالت و گمراہی کے کیسے ہچکولے آئے جن کا سلسلہ آج تک قائم ہے۔ مگر جس قادر و توانا ہستی نے ابلیس کو باطل کے پھیلانے کا موقع دیا وہی مقتدر ہر عہد کے بطلان کے مقابلہ کے لئے حق پسند لوگوں کا گروہ بھی کھڑا کرتا رہا۔ اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ ابولہب و ابوجہل کے مقابلہ میں فاروق ؓ و صدیق ؓ صفت انسانوں سے انشاء اللہ یہ کائنات کبھی خالی نہیں رہے گی۔ افکار

نظریات‘ عقائد و اعمال میں اختلاف و آویزشوں کی لمبی چوڑی تاریخ کنگھال کر دیکھ لیجئے ہر مرحلہ پہ باطل پرست حق پرستوں کی شدید مزاحمت سے دوچار ہوتے رہے۔ خلق قرآن کے فتنہ پر عوامی طاقت نہیں بلکہ سطنت وقت کی قوت اور اس کا جبر و استبداد سایہ فگن تھا مگر صرف ایک ہی بطل جلیل ابن احمد حنبلؒ نے اس فتنہ کو ہمیشہ کے لئے سرنگوں کر دیا۔ آج خلق قرآن اور اس دور کے آویزشوں کے تذکرے سرسری طور پر مل جاتے ہیں۔ مگر اس گمراہی کے پشتارہ کو اٹھانے والا کوئی ایک بھی نظر نہیں آتا۔

ہندوستان میں دین الٰہی کی فتنہ سامانیاں محض شیخ مبارک‘ ابوالفضل اور فیضی کی دماغی اپج نہیں تھیں بلکہ اس کی تائید و تقویت کے لئے اکبر کی وسیع ترین حکمرانی منھ سے آگ اگل رہی تھی اور جہاں بانی بھی کوئی جمہوری حکومت نہیں جہاں داررسی کے کچھ مواقع میسر ہیں۔ یہ تو ایک جبروت پسند شہنشاہیت تھی جس میں جزء وکل پر کامل اقتدار بادشاہ کے سوا اور کسی کا نہیں ہوتا۔ مگر اسی اکبری الحاد کو توڑنے پھوڑنے کے لئے ایک ہی شیخ احمد سرہندی الملقب بمجدد الف ثانیؒ عزیمت و استقامت کی دولتوں سے مالا مال ہو کر اس قوت سے سامنے آئے کہ اکبر اور اس کی سہ رتنی گمراہ پسند جماعت نے جس دینی فضا کو گھٹا ٹوپ اندھیروں میں جھونک دیا تھا المجدد کی آتش نوائی سے وہی فضا نور ایمان سے لبریز ہوگئی۔

ٹھیک اسی طرح آج سے ستر اسی سال پہلے پنجاب میں قادیان نامی ایک گاؤں میں وقت کے ایک ضال مضل کا ظہور ہوا جس نے نبوت کا دعویٰ کر کے خاتم النبیین ﷺ کے دامان نبوت کو نوچنا چاہا۔ یہ فتنہ اٹھا۔ بڑھا اور پھیلا مگر سنت الٰہی جو اس طرح کے مواقع پر باطل کی گردن کے لئے ایک شمشیر براں ہے اس نے حق پژوہوں کا ایک گروہ اس قوت سے کھڑا کر دیا جنہوں نے قادیانی نبوت کی طلسم کو توڑ کر رکھ دیا۔ صاحب سوانح الامام حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیریؒ اس جماعت کے امام تھے جو قادیانی نبوت کی اندھیری کو ختم کرنے کے لئے کھڑی ہوئی تھی اور یہ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیریؒ کی زندگی کا بڑا مشن رہا ہے۔ اس لئے آپ کے سوانحی خطوط کی تکمیل کے لئے اور آپ کی اس سلسلہ کی جدوجہد علمی و عملی کو اجاگر کرنے کے لئے اس عنوان پر ذرا تفصیل سے گفتگو ضروری ہے۔ قادیانیت کو سمجھنے کے لئے اس کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی ملعون کی مختصر سوانح بھی سامنے رکھنا ہوگی جس سے قادیانیت کا پس منظر واضح ہو سکے گا۔

اللہ رب العزت سے دوستی کا بہترین طریقہ

حضرت ذوالنون مصریؒ لوگوں سے وعظ کر رہے تھے تو ان میں سے ایک آدمی نے کہا کہ حضرت میں کیا کروں؟ جب بھی اپنے آقا و مولیٰ کے دروازہ پر حاضر ہوتا ہوں تو مجھے کوئی نہ کوئی مصیبت اور امتحان آگھیرتا ہے۔ آپ نے اس سے فرمایا اے بھائی اپنے مولیٰ کے دروازہ پر اس طرح حاضری دے جس طرح چھوٹا بچہ ماں سے لپٹتا ہے۔ جب اس کی ماں اسے مارتی ہے تو یہ پھر بھی اس کی طرف لپکتا ہے۔ یہاں تک کہ ماں اسے گلے سے لگا لیتی ہے۔

قسط نمبر 4

تحقیقات دستگیریہ فی رد ہفوات براہین

مولانا غلام دستگیر قصوری

دیکھو اوپر کے ملہمات میں آیت: ''قل انی امرت ان اکون اول من اسلم۔ ''اور آیت: ''الیک وانا اول المؤمنین۔ ''ان دونوں کو توڑ پھوڑ کر یہ آیت تیسری بنائی کہ: ''قل انی امرت وانا اول المومنین ''اور آیت ''انہ عمل غیر صالح۔ ''کو: ''انہ عبد غیر صالح۔ ''سے بدل دیا ہے۔اور آیت: ''ماانت بنعمت ربک بمجنون۔ ''کے ابتداء میں حرف واؤ بڑھا دیا ہے۔اور: ''زھق الباطل۔ ''بھاء ہوز کو زحق الباطل بجائے حطی نازل کرلیا ہے اور: ''واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی۔ ''کی واؤ کو فا سے تبدیل کردیا ہے اور آیت: ''یاعیسیٰ انی متوفیک ''کے درمیان سے: ''ومطھرک من الذین کفروا ''کو ساقط کردیا ہے۔جیسا کہ یہ آیت ص۵۵۶ خزائن ص۶۶۵ سے اوپر منقول ہوگئی ہے اور ایسا ہی اس آیت کو ص۵۱۹ خزائن ص۶۲۰ میں جو اپنے لئے نازل ہونا لکھا ہے تو وہاں بھی اس کے درمیان سے یہی فقرہ اڑادیا ہے اور علی ہذا بہت سی آیات قرآنی میں لفظی تحریف بھی کردی ہے۔جس کو حافظ قرآن تأمل سے معلوم کرسکتا ہے۔پھر باوصف اس تحریف کے آیات قرآنی کو پارہ پارہ کردیا ہے۔اور یہ تو اس کے ملہمات میں اس کثرت سے ہے جس کا شمار دشوار ہے۔یہاں پر یہ خیال نہ کیا جائے کہ تحریف آیات کاتب کی غلطی سے ہوگئی۔کیونکہ براہین والے نے اپنی تصحیح سے وہ کتاب چھپوائی ہے۔جیسا کہ ص۵۱۶ خزائن ص۶۱۵ میں اس پر تصریح کرتا ہے اور نیز ان آیات کا ترجمہ موافق اس تحریف ہی کے کیا ہے۔اس کو یاد رکھ کر آگے سنئے کہ ص۵۱۴ خزائن ص۶۱۳، ۶۱۴ میں آیت: ''وماکان اللہ لیعذبھم وانت فیھم وماکان اللہ لیعذبھم وھم یستغفرون ''کو جو اپنے حق میں نازل ہونا لکھا ہے تو اس میں دوسرے: ''وماکان اللہ ''کے پیچھے سے جو لفظ معذبھم قرآن مجید میں ہے اس کو لیعذبھم سے بدل دیا ہے۔پھر ص۵۵۵ خزائن ص۶۶۱ میں جو آیت: ''وکذالک مننا علی یوسف لنصرف عنہ السوء والفحشاء ''کو اپنے حق میں نازل لکھ کر اخیر اس کے ترجمہ کے لکھتا ہے کہ اس جگہ یوسف کے لفظ سے یہی عاجز مراد ہے۔انتہاء بلفظہ اور اس آیت میں لفظ مکنا کو مننا سے تحریف کردیا ہے اور اسی محرف لفظ کا ترجمہ کیا ہے کہ ہم نے یوسف پر احسان کیا۔انتہاء بلفظہ!

پھر ص۴۹۷، ۴۹۸ خزائن ص۵۹۱، ۵۹۲ میں جو اپنی وصف اور اپنی کتاب کی تعریف میں یہ آیت نازل کی ہے کہ: ''ان الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ ردعلیھم رجل من فارس شکر اللہ سعیہ ''تو علاوہ تحریف قرآن کے اس کے ترجمہ میں اپنے لئے اللہ تعالیٰ کو شاکر یعنی اپنا شکر گزار لکھ دیا ہے۔اور بعد ازاں یہ الہام لکھا ہے ولی کی کتاب علی کی تلوار کی طرح ہے۔یعنی مخالف کو نیست ونابود کرنے والی ہے۔اور یہ ایک پیشگوئی ہے کہ جو کتاب کی تاثیرات عظیم اور برکات عمیم پر دلالت کرتی ہے۔پھر بعد اس کے فرمایا: ''اگر ایمان ثریا سے لٹکتا ہوتا یعنی زمین سے بالکل اٹھ جاتا تب بھی شخص مقدم الذکر یعنی ''فارسی الاصل ''اس کو پالیتا۔ ''انتہاء بلفظہ!

پھر آیت: ''یکاد زیتہ ''کو اپنی کتاب کی تعریف میں وارد کر کے ترجمہ یوں لکھتا ہے کہ: ''عنقریب ہے کہ

اس کا تیل خود بخود روشن ہو جائے۔'' اگرچہ انتہاء بلفظہ! پھر یہ آیت سورۃ قمر وسورۃ ص وسورۃ آل عمران وسورۃ رعد اپنے اور اپنی کتاب کے حق میں نازل کر کے ان کا ترجمہ یوں تحریر کیا ہے کہ:'' کیا کہتے ہیں کہ ہم ایک قوی جماعت ہیں جو جواب دینے پر قادر ہیں۔ عنقریب یہ ساری جماعت بھاگ جائے گی اور یہ پیٹھ پھیر لیں گے اور جب یہ لوگ کوئی نشان دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ایک معمولی اور قدیمی سحر ہے۔ حالانکہ ان کے دل ان نشانوں پر یقین کر گئے ہیں اور دلوں میں انہوں نے سمجھ لیا ہے کہ اب گریز کی جگہ نہیں اور یہ خدا کی رحمت ہے کہ تو ان پر نرم ہوا اور اگر تو سخت دل ہوتا تو یہ لوگ تیرے نزدیک نہ آتے اور تجھ سے الگ ہو جاتے۔ اگرچہ قرآنی معجزات ایسے دیکھتے جن سے پہاڑ جنبش میں آجاتے۔ یہ آیات ان بعض لوگوں کے حق میں بطور الہام القاء ہوئیں جن کا ایسا ہی خیال اور حال تھا اور شاید ایسے ہی اور لوگ بھی نکل آئیں۔'' انتہاء بلفظہ! (براہین ص۴۹۸، خزائن ص۵۹۲)

اب فقیر کاتب الحروف کان اللہ لہ کہتا ہے کہ ان میں براہین والے نے تحریف لفظی بھی بدرجہ کمال کی ہے اور بہتان عظیم کو اسی میں شامل کر دیا ہے۔ کیونکہ حدیث صحیح متفق علیہ کے الفاظ یہ ہیں:'' لوکان الایمان معلقاً بالثریا لتناله رجال او رجل من فارس '' پس اسی حدیث کے ابتداء میں براہین والے نے حرف واؤ زائد کر دیا ہے اور لتناله ولہ کو لنالہ سے بدل دیا ہے اور اس کے فاعل کو بالکل حذف کیا ہے جو محض ناروا ہے۔ پھر قرآن مجید کے لفظ زیتھا کو کلمہ زیتہ سے تحریف کیا ہے۔ تاکہ کتاب مرجع مذکر کی رعایت رہے اور آیت:'' فنادوا لات حین مناص '' کو '' وقالوا لات حین مناص '' بنا کر تین تحریف کر دی ہیں۔ یعنی فا کی جگہ واؤ لکھ دی ہے۔ اور نادوا کو قالوا سے بدلا ہے اور لات کے سر سے واؤ حذف کر دی ہیں۔ پھر اس کو تین جگہ اسی تحریف سے لکھا ہے۔ ایک تو یہ مقام دوسرا ص۴۹۰ کی سطر ۱۸، خزائن ص۵۸۳ میں تیسرا ص۴۹۷ کی سطر۱۳، خزائن ص۵۹۳ میں اور ان تینوں ہی جگہ میں بموجب اس تحریف کے ترجمہ کیا ہے۔ پھر آیت:'' ولو ان قرآناً سیّر به الجبال '' کو:'' ولوان القرآن سیّرت به الجبال '' بنا کر قرآن پر الف لام بڑھا دیا ہے اور سیّرت کی تا کو حذف کر دیا ہے اور معہذا سورۃ قمر کی آیات میں ترتیب بدل دی ہے۔ کیا معنی کہ دو آیت اخیر سورۃ یعنی:'' ام یقولون سے الدبر '' تک ابتداء میں لکھ دی ہیں اور آیت ابتداء سورۃ قمر یعنی:'' وان یروا آیۃ '' کو ان کے اخیر میں تحریر کر دیا ہے اور اسی ترتیب پر ترجمہ کیا ہے۔ پس یہ ایک سورۃ کی آیات میں تبدیل ترتیب ہے اور شرع میں مقدر ہے کہ ہر سورۃ کی آیات میں ترتیب بامر شارع توفیقی ہے۔ بدلیل احادیث صحیحہ واجماع امت مرحومہ چنانچہ علامہ سیوطیؒ نے تفسیر اتقان میں اس مسئلہ کے بیان میں ایک مستقل بسط مناسب کر کے ساتھ ذکر کیا ہے اور شیخ محدث دہلویؒ نے بھی فارسی اور عربی دونوں شرح مشکوٰۃ میں اس امر کو تفصیل وار لکھا ہے اور مولانا شاہ عبدالعزیزؒ نے بھی تفسیر فتح العزیز کے ابتداء سورۃ بقرہ میں اس مسئلہ کی تحقیق کے بعد ترتیب آیات کی مخالفت کو حرام اور بدعت شنیعہ کہا ہے۔ جس نے اصل عبارات دیکھنی ہوں تو ان کتابوں میں دیکھے۔ الغرض یہ الہامات جن میں آیات قرآنی کی تحریف اور نیز آیات کی ترتیب کی تبدیل اور نیز ان کا پارہ پارہ کرنا شائع ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہرگز القاء نہیں ہیں اور بالیقین تلبیس ابلیس اور مکائد نفس خبیث سے ہیں۔ اعاذنا اللہ وجمیع المسلمین عن ذالک!

اس جگہ پر اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ تحریف اور تبدیل وغیرہ اگر کسی بندے کی طرف سے ہو تو اس کی حرمت وغیرہ میں کیا شک ہے؟۔ لیکن جب خدائے کریم کی طرف سے ایسا ہو رہا ہے جیسا کہ براہین والے کا دعویٰ ہے تو اس میں اس کا کیا قصور ہے۔ اللہ تعالیٰ جو چاہے سو کرے تو اس کا جواب یوں ہے۔ باری تعالیٰ کا فرمان ہے: ’’ولا مبدل لکلمات اللّٰہ ‘‘اور: ’’تمت کلمۃ ربك ‘‘ارشاد ہے۔ یعنی قرآن مجید کی آیات کو جو راست تر اور اعدل ہیں کوئی نہیں بدل سکتا۔ یا کوئی قادر نہیں کہ آیات قرآنی الٹا پلٹا کر دے۔ جیسا کہ توریت میں واقع ہوا ہے۔ یعنی کہ تحریف نے تاثیر کر دی اور کسی نے اس امت سے تعاقب نہ کیا۔ یا قرآن سے پیچھے نہ کوئی کتاب ہوگی جو اس کو نسخ کر سکے۔ اور اس کے احکام تبدیل کرے۔ یہ ترجمہ عبارت تفسیر بیضاوی وغیرہ کا ہے اور یہ بھی قرآن کا فرمان ہے کہ بے شک قرآن کتاب عزیز ہے یعنی بہت منفعت والی بینظیر یا محکم جس کا ابطال اور تحریف غیر ممکن ہے۔ باطل کی طرف سے اس کو شامل نہیں ہوسکتا۔ اس حکیم نے اتاری ہے جس کی ساری مخلوقات حمد کرتی ہے۔ یہ ترجمہ ہے عبارت تفسیر بیضاوی و معالم التنزیل کا۔ پس ایسی آیات قرآنی سے معلوم ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور خواہش نہیں کہ آیات قرآن کی تبدیل ہو۔ بلکہ اس نے قرآن مجید کو راستی اور عدل سے پورا کر دیا ہے اور تحریف و تبدیل سے محفوظ رکھا ہے اور اس کی نظم اور ترتیب اعلیٰ درجے فصاحت و بلاغت پر مشتمل ہے۔ پس کوئی کلام کلام الٰہی سے نظم اور ترتیب کے رو سے احسن متصور نہیں اور اس کی تبدیل و تحریف بھی غیر ممکن ہے۔ نہ کسی نبی کی طرف سے اور نہ خدا تعالیٰ کی کسی کتاب سے۔ کیونکہ یہ خلاف وعدہ ہے باری تعالیٰ کا اور باری تعالیٰ وعدہ کا خلاف ہرگز نہیں کرتا ہے۔ پس متحقق ہوا کہ یہ الہامات قرآن کی تحریف و تبدیل کرنے والے حق سبحانہ کی جانب سے نہیں ہیں۔ بلکہ نفسانیت صاحب براہین یا اس کے شیطان قرین کی طرف سے ہیں۔ ایسے الحاد فی القرآن سے پناہ بخدا! لا یزال سورۃ فصلت میں ارشاد ہے: ’’ان الذین یلحدون ‘‘یعنی جو لوگ استقامت سے برطرف ہو کر ہماری آیتوں میں طعن اور تحریف اور تاویل وغیرہ سے پیش آئے وہ ہم پر پوشیدہ نہیں۔ یعنی ان کو اس الحاد کا بدلہ دیں گے۔ کیا پس جو شخص آگ میں ڈالا جائے وہ اچھا ہے یا جو قیامت کے دن امن سے آئے جو چاہو کرلو۔ یہ تہدید شدید ہے۔ بے شک خدا تمہارے عملوں کو دیکھ رہا ہے۔ یعنی ان کی سزا دے گا۔ یہ بیضاوی و مدارک وغیرہما کی عبارت کا ترجمہ ہے۔ اور قرآن مجید کی سورۃ انعام میں ارشاد ہے: ’’ومن اظلم ممن افتریٰ ‘‘یعنی اور اس سے ظالم کون جو باندھے اللہ پر جھوٹ یہ کہے مجھ کو وحی آئی اور اس کو وحی کچھ نہیں آئی اور سورۃ ھود میں یوں فرمان ہے۔ جس کا ترجمہ اور مراد یہ ہے کہ: ’’کون بہت ظالم ہے خدا پر جھوٹا افتراء کرنے والے سے۔‘‘ یعنی جس نے کسی اور کی بات کو اللہ کی اتاری بنا دیا یا اللہ کی اتاری کا انکار کیا وہ لوگ روبرو آ ئیں گے اپنے رب کے۔ یعنی قیامت کے دن روبرو کھڑے کئے جائیں گے یا ان کے اعمال پیش کئے جائیں گے اور کہیں گے گواہی دینے والے یعنی فرشتوں اور نبیوں اور اعضاء سے بھی۔ جنہوں نے جھوٹ بولا اپنے رب پر ان کو پھٹکار ہے اللہ کی بے انصاف لوگوں پر۔ یہ عظیم دہشت دینا ہے ان کے ظلم پر جو خدا پر جھوٹ باندھا۔ یہ ترجمہ ہے بیضاوی وغیرہ تفاسیر کی عبارتوں کا اور شاہ عبدالقادر دہلویؒ اس کے فائدہ میں لکھتے ہیں کہ: ’’خدا پر جھوٹ بولنا کئی طرح ہے۔ علم میں غلط نقل کرنی یا خواب بنا لینا یا عقل سے حکم کرنا دین کی بات میں یعنی شریعت کے مخالف یا دعویٰ کرنا کشف رکھتا ہوں یا اللہ کا مقرب ہوں۔‘‘ انتہاء بلفظہ!

ادارہ

حضرت مولانا امام الدین قریشیؒ کا سانحہ ارتحال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ڈیرہ غازی خان ڈویژن کے مبلغ حضرت مولانا امام الدین قریشیؒ ۲ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ کو بہاول پور کے وکٹوریہ ہسپتال میں عارضہ قلب کے باعث وصال فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! حضرت مولانا امام الدین قریشی مرحوم لودھراں کے نواحی علاقہ شاہنال کے رہائشی تھے۔ ابتدائی تعلیم قصبہ مڑل گوگڑاں ضلع لودھراں اور شجاع آباد میں حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ حضرت مولانا عبدالہادی عباسی' حضرت مولانا غلام محمد جہانیاں' حضرت مولانا سید بشیر احمد شاہ بخاری خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ ملتان کے قدیم مدرسہ جامعہ عبیدیہ قدیر آباد میں تعلیم حاصل کی۔ دنیا پور کے قریب ایک گاؤں میں امامت وخطابت کے فرائض ایک عرصہ تک سرانجام دیئے۔ بعدازاں اسلامی مشن بہاول پور میں عرصہ تک خدمات سرانجام دیتے رہے۔

اسی زمانہ میں خطیب اسلام حضرت مولانا عبدالشکور دین پوری مرحوم سے مراسم قائم ہوئے تو کچھ عرصہ مجلس حقوق اہل سنت سے وابستہ رہے۔ تقریباً گزشتہ بیس سال سے مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبہ تبلیغ سے وابستہ تھے۔ ڈیرہ غازی خان' مظفر گڑھ اور لیہ میں مجلس کے مبلغ رہے۔ اس پورے دور میں آپ کا ہیڈ کوارٹر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مدرسہ دارالہدیٰ چوک پرمٹ رہا۔ آپ انتھک' محنتی' جفاکش اور باہمت عالم دین تھے۔ دور دراز دیہاتوں میں سائیکل پر سفر کرکے تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دینا آپ کا معمول تھا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے جو کام آپ کے ذمہ لگتا اسے آپ بخیر وخوبی انجام دینے کے لئے جان جوکھوں میں ڈال کر قابل رشک مثال قائم کرتے۔

قدرت نے آپ کو بہت سادہ طبیعت عطا فرمائی تھی۔ وہ دوستوں کے دوست تھے۔ ہنس مکھ اور خوش مزاج تھے۔ جس مجلس میں آپ ہوتے اس میں دوستوں کی دل لگی کا باعث ہوتے۔ خود بھی باغ وبہار طبیعت کے مالک تھے اور حاضرین کو بھی سدا بہار بنادیتے تھے۔ قدرت نے آپ کو بلا کا گلا عطا فرمایا تھا۔ جہیر الصوت واحسن الصوت تھے۔ قرآن مجید کی تلاوت اور تقریر ترنم سے کرتے تو دیہاتی عوام کے دل موہ لیتے۔ اردو اور سرائیکی کے اچھے واعظ تھے۔ جہاں جلسہ یا کانفرنس ہوتی وہاں تلاوت' نظم ونعت اور تقریر سے تھوڑی دیر میں جم غفیر جمع کر لیتے تھے۔ دور دراز کے علاقوں میں جہاں دشوار گزار سفر ہوتا وہاں آپ کے نام کا قرعہ پڑتا تو دل وجان سے تیار ہو جاتے۔ سندھ اور سرگودھا کے علاقوں میں آپ کی بارہا تشکیل ہوئی۔ جہاں گئے کامیاب لوٹے۔ چناب نگر ختم نبوت کانفرنس کے دعوتی پروگراموں پر نکلتے تو گردونواح کے دیہاتوں میں دھوم مچادیتے۔ ہمیشہ چناب نگر ختم نبوت کانفرنس میں آپ کا ابتدائی بیان ہوتا تھا۔ بہت ہی خوش الحان مقرر تھے۔ عام فہم اور سادہ گفتگو کرتے۔ اشعار سے تقریروں میں ایک سماں باندھ دیتے تھے۔ دو دن لگا تار جلسہ جاری رہتا تب

بھی رات گئے تک اسٹیج پر براجمان رہتے۔ مقرر کو داد دینے اور جہیر الصوت ہونے کے باعث نعرے لگوانے میں بہت سخی طبیعت واقع ہوئے تھے۔

قرآن مجید کی روزانہ تلاوت آپ کا معمول تھا۔ اپنی تمام اولاد کو دینی تعلیم دلانے کے حریص تھے۔ اپنی دو صاحبزادیوں کو حافظہ و عالمہ کا کورس کرایا۔ حضرت مولانا امام الدین قریشی مرحوم بہت ہی خوبیوں کے مالک تھے۔ عرصہ سے حج کی خواہش تھی۔ اس سال حج کے لئے درخواست جمع کرائی۔ قرعہ اندازی میں آپ کا نام نکل آیا جس پر بہت خوش تھے۔ گویا برسوں کی خواہش پوری ہوتی دیکھ کر سراپا تیاری بن گئے تھے۔ لیکن قدرت الٰہی کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ بجائے بیت اللہ شریف حاضر ہونے کے رب البیت کے حضور حاضر ہو گئے اور دل کی بے قراری کو قرار آ گیا کے مصداق ہو گئے۔

حضرت مولانا امام الدین قریشی مرحوم شوگر کے عارضہ میں مبتلا تھے۔ لیکن انہوں نے بیماری کو اپنے اوپر مسلط نہیں کیا تھا۔ معمولی ادویات کے استعمال پر اکتفا کرتے۔ زیادہ پرہیز کے بھی خوگر نہ تھے۔ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر سے واپسی پر ملتان دفتر تشریف لائے۔ ایک دو روز قیام کیا۔ پھر گھر اور وہاں سے مدرسہ دارالھدیٰ چوک پرمٹ چلے گئے۔ طبیعت ناساز ہوئی تو ملتان دفتر آ گئے۔ علاج ہوتا رہا۔ مجلس لگتی رہی۔ صبح و شام کے معمولات جاری رہے۔ ایک آدھ دن کے لئے ملتان میں ہی اپنے صاحبزادے کے ہاں چلے گئے۔ گھر سے اہلیہ کو بلا لیا۔ پھر واپس دفتر آ گئے۔ علاج جاری رہا۔ رمضان المبارک میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام گزشتہ پچاس سالوں سے جامع مسجد الصادق بہاول پور میں پہلے پندرہ دن مختلف مجلس کے اکابر و مبلغین حضرات کے فجر کی نماز کے بعد درس ہوتے ہیں۔ امسال ابتدائی درس آپ کے تھے۔ وہاں جانے کے لئے تیار ہو گئے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جماعت کے مرکزی حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ نے انہیں روکا کہ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ آپ نہ جائیں۔ ہم متبادل انتظام کرتے ہیں۔ لیکن بڑے اصرار سے یہ کہہ کر ان سے اجازت حاصل کی کہ میری طبیعت ٹھیک ہے۔ بہاول پور میں تعارف ہے۔ حضرت مولانا محمد اسحٰق ساقی سے دوستانہ اور گھریلو مراسم ہیں۔ ان سے طبیعت بہت مانوس ہے۔ وہاں بھی دفتر مرکز یہ جیسی سہولت ملے گی۔ گھر بھی قریب ہے۔ صبح کا ایک گھنٹہ بیان ہوتا ہے وہ کوئی مسئلہ نہیں۔ مجھے جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ حضرت ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ نے ان کے پیہم اصرار کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ حضرت مولانا امام الدین قریشی مرحوم و مغفور روانہ ہو گئے۔ یہ سفر سفر آخرت ثابت ہوا۔ گھر کے کیا قریب ہوئے کہ آپ ابدی گھر آخرت ہی کو سدھار گئے۔

انتقال کا واقعہ یوں ہوا کہ حضرت مولانا امام الدین قریشی مرحوم جب بہاول پور دفتر پہنچے تو طبیعت سفر کے باعث مضمحل تھی۔ حضرت مولانا محمد اسحٰق ساقی نے ماہر ڈاکٹروں کو دکھایا۔ انہوں نے ہسپتال میں داخل کر لیا۔ لیکن معمولی صاحب فراش رہ کر آپ نے علاج معالجہ کی سہولتوں سے منہ موڑ کر اپنا رخ بیت اللہ کی طرف کر لیا اور کلمہ شہادت کا ورد کرتے ہوئے سفر آخرت پر روانہ ہو گئے۔

حضرت مولانا محمد اسحٰق ساقی نے آپ کی تجہیز و تکفین کا اہتمام کیا۔ حضرت مولانا امام الدین قریشی مرحوم کی میت کو ایمبولینس کے ذریعہ ان کے آبائی گاؤں لے جایا گیا۔ اگلے دن ۳ رمضان المبارک کو حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ نے آپ کا جنازہ پڑھایا۔ قاری خادم حسین‘ قاری محمد حفیظ اللہ‘ رانا محمد طفیل جاوید نے ملتان سے‘ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی‘ حضرت مولانا محمد اسحٰق ساقی بہاولپور سے شریک جنازہ ہوئے۔ گردو نواح کے رہنے والوں کی بھاری تعداد نے جنازہ میں شرکت کی اور حضرت مولانا امام الدین قریشی مرحوم اپنے آبائی قبرستان میں آسودہ خاک ہوئے۔

حق تعالیٰ ان کی قبر مبارک کو بقعہ نور بنائیں۔ ان کی سیئات سے درگزر فرما کر ان کی حسنات کو قبول فرمائیں۔ ایک درویش منش‘ سادہ مزاج‘ عالم دین‘ مجاہد اور مبلغ کی اللہ رب العزت مغفرت فرمائیں۔ اپنی شایان شان اللہ تعالیٰ ان سے معاملہ فرمائیں۔ حضرت مولانا امام الدین قریشی مرحوم عاش غریباً و مات غریباً کا مصداق تھے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا امام الدین قریشی مرحوم کے پسماندگان اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رفقاء کو اپنے ایک بہت ہی اچھے ساتھی کی جدائی کے صدمہ پر صبر جمیل کی نعمت عطا فرمائیں۔ آمین!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم‘ نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم‘ مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ‘ مرکزی مبلغین حضرت مولانا اللہ وسایا‘ حضرت مولانا خدا بخش‘ حضرت مولانا بشیر احمد‘ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ملک بھر کے جماعتی دوستوں سے حضرت مولانا امام الدین قریشی مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کی اپیل کی ہے۔

☆......☆......☆

قادیانیوں کا قبول اسلام

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جرمنی کے رہنما حضرت مولانا محمد احمد صاحب پاکستان کے دورے کے بعد جرمنی واپس پہنچ گئے۔ حضرت مولانا نے اپنے دورے کے دوران پاکستانی علماء سے باتیں کرتے ہوئے بتایا کہ قادیانی جماعت کے سابق زعماء جناب شیخ راحیل احمد‘ جناب مظفر احمد مظفر اور جناب محمد مالک نے اپنے خاندان سمیت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جرمنی کے رہنما حضرت مولانا مشتاق الرحمٰن صاحب کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ گزشتہ ایک ماہ کے دوران 23 قادیانیوں نے اسلام قبول کیا ہے۔ جن کی ایک بڑی تعداد قادیانی مذہب کی کتابوں کے غیر جانبدارانہ مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ قادیانیت دین اسلام کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے کی ایک سیاسی تحریک ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر قادیانی جماعت قادیانیوں پر ناجائز دباؤ نہ ڈالے تو قادیانیوں کی اکثریت اسلام قبول کرنے کو تیار ہے۔ لیکن قادیانی جماعت کے اوچھے ہتھکنڈوں اور ظلم و ستم کی وجہ بر ملا نہیں کر پاتے۔

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ

سالانہ ردقادیانیت وعیسائیت کورس

الحمدللہ! اس سال عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دارالمبلغین کے زیر اہتمام مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں سالانہ ردقادیانیت وعیسائیت کورس منعقد ہوا۔ ۷شعبان المعظم سے ۲۷شعبان المعظم ۱۴۲۴ھ تک مندرجہ ذیل حضرات کے لیکچر ہوئے۔

(۱)حضرت مولانا خدا بخش صاحب (ختم نبوت کے دلائل اور قادیانی اعتراضات کے جوابات)(۲) حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب (بائبل کی رو سے آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیاں)(۳) حضرت مولانا غلام مرتضیٰ صاحب (عقیدہ تثلیث' کفارہ' رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام از روئے بائبل)(۴) مولانا راشد مدنی (تردید عیسائیت)(۵) مولانا محمد اسماعیل صاحب (کذبات مرزا)(۶) مولانا اللہ وسایا صاحب (حیات مسیح علیہ السلام از روئے قرآن وسنت)(۷) مولانا محمد اکرم طوفانی (تحفظ ختم نبوت)(۸) شیخ جہانگیر سرور (قادیانیت کا قانونی احتساب)(۹) صاحبزادہ طارق محمود (قادیانیت کا سیاسی تجزیہ)(۱۰) جناب طاہر عبدالرزاق صاحب (مجاہدین ختم نبوت کے تذکرے)(۱۱) جناب الحاج اشتیاق احمد صاحب (قادیانی ہتھکنڈوں کا توڑ)(۱۲) مولانا محمد طیب فاروقی (آمد حضرت مہدی علیہ الرضوان اور خروج دجال)(۱۳) مولانا فقیر اللہ اختر (فضائل ختم نبوت)(۱۴) مولانا غلام مصطفیٰ صاحب کے صبح کے بعد درس ہوئے۔(۱۵) آخری لیکچر حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم (عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور اخلاص کے عنوان پر ہوا)

اس سال ۱۷۸ طلباء وعلماء کرام نے داخلہ لیا۔ چاروں صوبوں آزاد کشمیر سمیت ملک بھر کی نمائندگی ... طلباء کثرت غیر حاضری کے باعث خارج کئے گئے۔ بعض اپنے اعزہ کی بیماری' فوتگی اور دیگر عوارض کی بنا پر رخصت ۔ ... چلے گئے۔ ۱۵۵ حضرات نے امتحان میں شرکت کی۔ سوائے ایک کے تمام طلباء کرام اچھے اعلیٰ نمبروں پر کامیاب ہوئے۔ ہمیشہ کی طرح امسال بھی صبح آٹھ بجے سے بارہ بجے' ظہر سے عصر اور عشاء کے بعد اسباق ہوئے۔ رات کو اسباق کے بعد طلباء کرام کی تقاریر کا سلسلہ جاری رہا۔ اس میں اٹھارہ طلباء کرام نے بہت اچھی تقاریر کرکے انعامات حاصل کئے۔

کورس کے جملہ انتظامات حضرت مولانا قاضی احسان احمد' مولانا غلام مصطفیٰ' رانا محمد طفیل جاوید نے انجام دیئے۔ کھانا پکوانے کے نظم کی قاری عبدالرحمٰن' قاری محمد رمضان اور جناب قاری غلام یاسین نے نگرانی کی۔ کھانا ... کے نظم کو متذکرہ دو اساتذہ کے قاری عبید الرحمٰن' قاری محمد عابد صاحب اور قاری عبدالمجید صاحب نے سنبھالا۔

کھانے پکانے کے لئے امسال جھنگ سے باروچی محمد رمضان' محمد اصغر باروچی مدرسہ ختم نبوت چناب نگر اور محمد رمضان باروچی دفتر مرکزیہ نے خدمات انجام دیں۔ حافظ عبدالرشید' جناب عمر دراز نے ان کی معاونت کی۔ محترم جناب غلام یاسین صاحب نے داخلہ اور علاج معالجہ کی خدمات انجام دیں۔

۲۵ شعبان کو امتحان ہوا۔ حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب نے پرچہ سوالات مرتب کیا۔ حضرت مولانا قاضی احسان احمد' قاری محمد حفیظ اللہ' رانا محمد طفیل جاوید' حضرت مولانا مفتی محمد یوسف صاحب نے نگرانی کے فرائض سرانجام دیئے۔ حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب' جناب ساجد اعوان' محترم ماسٹر محمد ناصر نے پرچے چیک کئے۔ حسب سابق ایبٹ آباد کے جناب محمد ساجد اعوان نے سندات کی تکمیل کی اور رزلٹ مرتب کیا۔ ۲۵ شعبان بعد عشاء تقریری مقابلہ ہوا۔ حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب' مولانا غلام مصطفیٰ' مولانا قاضی احسان احمد صاحب نے منصفی کے فرائض انجام دیئے۔ ۲۶ شعبان کو جناب رانا محمد طفیل جاوید صاحب نے وظائف تقسیم کئے۔ ۲۵ شعبان بعد از امتحان ۲۶' ۲۷ شعبان کو بھی حسب سابق اسباق جاری رہے۔

تقریری مقابلہ

تقاریر کے لئے پچیس طلباء کرام پر مشتمل کل سات گروپ بنائے گئے۔ ان گروپوں کے نام حضرات صحابہ کرامؓ کے نام پر رکھے گئے۔

سیدنا صدیق اکبرؓ	گروپ سے	جناب عبدالمنان' ظفر احمد' عبدالرحمٰن
سیدنا فاروق اعظمؓ	گروپ سے	جمیل بصر' شکیل احمد' عبدالرزاق
سیدنا عثمان غنیؓ	گروپ سے	محمد ارشد' محمد رضوان' حافظ ارشاد الرحمٰن
سیدنا علی المرتضیٰؓ	گروپ سے	عبدالجبار' امیر معاویہ
سیدنا امیر معاویہؓ	گروپ سے	غلام شبیر' رحمت شہزاد' ہاشم
سیدنا زبیرؓ	گروپ سے	عنایت اللہ' ارشاد حسین' محمد شہزاد
سیدنا طلحہؓ	گروپ سے	محمد بلال' محمد مظہر' غلام مصطفیٰ

نے تقریری مقابلہ میں حصہ لیا۔ تمام حضرات نے بہت عمدہ اور مدلل تقاریر کیں۔ تقریری مقابلہ میں ارشاد حسین اول' محمد بلال دوم' رحمت شہزاد نے سوم پوزیشن حاصل کی۔ تمام حضرات کو انعامی کتابیں دی گئیں۔ جبکہ پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب انعام میں دی گئیں۔

تقریب اسناد

۲۷ شعبان بروز جمعہ صبح دس بجے حضرت امیر مرکزیہ شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم بمع صاحبزادہ سعید احمد صاحب تشریف لائے۔ تمام طلباء نے زیارت ومصافحہ کا شرف حاصل کیا۔

گیارہ بجے باقاعدہ تقریب اسناد کا پروگرام شروع ہوا۔ حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی مجاہد ختم نبوت نے سوا بارہ بجے تک خطاب فرمایا۔ پہلی اذان کے بعد خطیب ختم نبوت حضرت مولانا محمد اشرف ہمدانی کا بیان شروع ہوا۔ شیخ الحدیث استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانوی دامت برکاتہم تشریف لائے۔ اسناد پر دستخطوں سے مشرف فرمایا۔ حضرت ہمدانی صاحب کے خطاب کے دوران میں حضرت امیر مرکزیہ' حضرت شیخ الحدیث صاحب' حضرت ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری اور حضرت مولانا مفتی ظفر اقبال صاحب ناظم جامعہ باب العلوم تشریف فرما ہوئے۔ تقریباً سوا ایک بجے حضرت ہمدانی صاحب کا ایمان پرور اور معلومات افزاء اصلاحی بیان ختم ہوا۔ محترم ساجد اعوان صاحب نے تقریب کے اغراض ومقاصد وافادیت پر مختصر خطاب کیا اور طلباء کو اسناد وکتب دینے کا عمل شروع ہوا۔ پون گھنٹہ میں یہ پروگرام تکمیل کو پہنچا۔

سوا دو بجے خطبہ جمعہ حضرت ناظم اعلیٰ صاحب نے ارشاد فرمایا۔ جمعہ کی امامت حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم نے فرمائی۔ نماز سے فراغت کے بعد حاضرین میں سے کافی حضرات نے حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ یوں پونے تین بجے یہ تقریب حضرت دامت برکاتہم کی دعا سے بخیر وخوبی اختتام کو پہنچی۔ مدعوین حضرات کی ضیافت سے ساڑھے تین بجے فراغت ہوئی۔

جن طلباء نے اس سال کورس میں شرکت کی ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

ان میں جامعہ رشیدیہ ہارون آباد کے جناب محمد عمر صاحب نے اول پوزیشن حاصل کی۔ دوسری پوزیشن جناب محمد یونس صاحب اور تیسری پوزیشن جناب محمد یعقوب خان نے حاصل کی۔

نمبر شمار	نام	ضلع	نمبر شمار	نام	ضلع
1	ظفر احمد	شیخوپورہ	2	عبدالرحمٰن	میر پور خاص
3	محمد اصغر	خانیوال	4	عبدالباسط	نارووال
5	غلام مصطفیٰ	مظفر آباد	6	عدیل خان	لاہور
7	مسعود احمد	وہاڑی	8	محمد طیب	لاہور
9	عطاء الرحمٰن	مانسہرہ	10	محمد امان اللہ	میر پور خاص
11	مدثر نواز	لیہ	12	سجاد احمد	بھکر
13	محمد یعقوب	لودھراں	14	آصف ندیم	خانیوال
15	محمد عارف	مظفر آباد	16	ضیاء اللہ	بہاول نگر
17	عبدالرشید	وہاڑی	18	محمد اجمل	خانیوال
19	شاہد اقبال	خانیوال	20	اجمل شاہ	ٹوبہ ٹیک سنگھ

21	عبدالمنان	ڈی جی خان	22	عبدالرحیم	ژوب
23	محمد سعید	ملتان	24	دلدار خان	ٹوبہ ٹیک سنگھ
25	محمد فیصل خان	ڈی جی خان	26	شکور احمد	مانسہرہ (خارج)
27	عطاء اللہ	وہاڑی	28	انعام الحق	بہاول نگر
29	عبیداللہ	وہاڑی	30	محمد حیدر	خانیوال
31	جمیل بصر	نوشہرہ	32	محمد ندیم	راولپنڈی
33	محمد شکیل	شیخوپورہ	34	محمد آصف	نارووال (خارج)
35	محمد یعقوب	مردان	36	محمد طاہر	بہاول پور
37	محمد عمر	بہاول نگر	38	محمد راشد	ٹوبہ ٹیک سنگھ
39	عبدالرزاق	ڈی جی خان	40	شبیر احمد	شیخوپورہ
41	محمد مشتاق	ڈی آئی خان	42	محمد رمضان	ڈی آئی خان
43	محمد صدیق	مظفرآباد	44	محمد عثمان	ملتان
45	محمد نوید	سیالکوٹ	46	محمد مبین	گوجرانوالہ
47	غلام صدیق	لیہ	48	محمد رمضان	لیہ
49	عبدالماجد	مانسہرہ	50	محمد نواز	جیکب آباد
51	محمد امجد شاکر	قصور	52	نعمت اللہ	قصور
53	سیف اللہ	مردان	54	اشفاق حسین	مردان
55	محمد کامران	نوشہرہ	56	کمال شاہ	چارسدہ
57	عبدالغفار	مظفرگڑھ	58	محمد ایوب	مظفرگڑھ
59	عبدالرحیم	سیالکوٹ	60	ارشاد الرحمٰن	نارووال
61	محمد شکیل خان	چارسدہ	62	عبدالجبار	رحیم یار خان
63	وقار احمد	راولپنڈی	64	وقار احمد	چارسدہ
65	محمد طاہر	میانوالی	66	محمد عمران	سیالکوٹ
67	محمد راشد	مالاکنڈ	68	محمد جاوید	مالاکنڈ (خارج)
69	محمد داؤد	مالاکنڈ (خارج)	70	محمد توقیر	چکوال (خارج)

71	زاہد محمود	سرگودھا (خارج)	72	محمد طیب	شیخوپورہ (خارج)
73	محمد رضوان	بہاول پور	74	عبداللطیف	بہاول پور
75	عبداللطیف لعل	بہاول پور	76	نذیر احمد	بہاول پور (خارج)
77	محمد فیصل	جھنگ (خارج)	78	عبدالجبار	بھمبھر
79	محمد طاہر	کوٹلی (خارج)	80	راشد اقبال	مردان
81	عدنان شہزاد	راولپنڈی (خارج)	82	عطاء الرحمٰن	کوٹلی
83	محمد زمان	گجرات	84	عبدالرشید	بہاول پور
85	محمد شہزاد	گوجرانوالہ (خارج)	86	ریاض احمد	حافظ آباد (خارج)
87	جمیل احمد	کوہاٹ (خارج)	88	عبیداللہ	بھمبھر
89	واجد حسین	گوجرانوالہ	90	وقار احمد	ہری پور ہزارہ
91	مومن خان	مانسہرہ	92	محمد احسان	گجرات
93	سید محمد علی	باغ (خارج)	94	محمد فیروز	وہاڑی
95	محمد وقاص	فیصل آباد	96	محمد امیر معاویہ	قصور
97	سعید احمد	فیصل آباد	98	محمد عرفان	صادق آباد (خارج)
99	محبوب الرحمٰن	صادق آباد	100	محمد یونس	مظفر گڑھ
101	بشیر احمد	مظفر گڑھ	102	محمد اختر	مظفر گڑھ
103	محمد یعقوب	مظفر گڑھ	104	محمد صادق	مظفر گڑھ
105	محمد زبیر	مظفر گڑھ	106	محمد صدیق حیدری	مظفر گڑھ
107	محمد خلیل	گجرات	108	واجد وسیم	ڈی آئی خان
109	محمد سلیم	ژوب	110	انور علی	رحیم یار خان
111	محمد شعیب	رحیم یار خان	112	میر خان	تھرپارکر
113	محمد شعیب ظفر	لودھراں	114	محمد طاہر	گوجرانوالہ
115	غلام شبیر شاہد	مظفر گڑھ	116	محمد افضل	سیالکوٹ
117	محمد اشفاق	ٹوبہ ٹیک سنگھ	118	محمد نوید	مانسہرہ (خارج)
119	حق نواز	مانسہرہ (خارج)	120	محمد وکیل	ٹوبہ ٹیک سنگھ

121	محمد عبداللہ	خانیوال	122	عبدالباسط	لودھراں
123	رحمت شہزاد	میرپور	124	وجیہ اللہ	خانیوال
125	صداقت علی	پشاور	126	محمد کامران	پشاور
127	محمد علی	جھنگ	128	محمد شعیب	راولپنڈی
129	محمد شاہد اقبال	خانیوال	130	اسرافیل خان	دیامیر
131	خالد محمود	بہاول پور	132	محمد معین الدین	بہاول پور
133	محمد شہزاد مسعود	بہاول پور	134	خدابخش	بہاول پور
135	محمد طارق	بہاول پور	136	محمد اشرف	بہاول پور
137	محمد ہاشم انجم	ساہیوال	138	محمد رضوان	جھنگ
139	محمد سلیم	اٹک	140	عبدالخالق	بہاول پور
141	ارشاد حسین	لودھراں	142	محمد ارشد منیر	بہاول پور
143	محمد سرفراز	بہاول نگر	144	محمد معاویہ خان	بہاول پور
145	محبوب علی	سکھر	146	محمد جاوید اقبال	ٹوبہ ٹیک سنگھ
147	عنایت اللہ	ملتان	148	محمد سجاد علی	لودھراں
149	محمد افضل	سرگودھا	150	خالد محمود	لودھراں (خارج)
151	محمد اسحٰق	سرگودھا (خارج)	152	زاہد معاویہ	سرگودھا
153	عبدالوحید	لاہور	154	محمد عرفان اقبال	قصور
155	محمد یاسین	سرگودھا	156	بلال احمد	گوجرانوالہ
157	محمد عطاء اللہ	لودھراں	158	محمد ابوبکر	بہاول پور
159	غلام مصطفیٰ فاروقی	ڈی جی خان	160	محمد مظہر	جھنگ
161	قاری امیر علی	نوشہرو فیروز	162	جمیل احمد	گھوٹکی
163	عبدالقادر	خیرپور میرس	164	جلال الدین	خیرپور میرس
165	ثاقب شہزاد	جہلم	166	محمد ایاز	ملتان
167	شبیر احمد	بدین	168	طاہر اقبال	مظفرآباد
169	قاری عبدالغنی	سیالکوٹ	170	محمد طارق	سرگودھا

171	عبدالرحمٰن	بہاول پور	172	محمد سہیل	جھنگ
173	محمد اختر	مظفرگڑھ	174	خالد محمود	بہاول پور
175	محمد طاہر	خانیوال	176	قمرالحسنین	سرگودھا
177	محمد عابد	خانیوال	178	راشد محمود	بہاول پور

مدرسہ ختم نبوت چناب نگر کے حفاظ طلباء کرام

اس سال ردقادیانیت وعیسائیت کورس کے موقع پر گزشتہ چند سالوں میں مدرسہ تعلیم القرآن ختم نبوت چناب نگر میں قرآن مجید حفظ مکمل کرنے والے طلباء عزیز حفاظ کرام کو حضرت امیر مرکزیہ وحضرت ناظم علی کے دستخطوں سے سندات جاری کی گئیں۔ان کی فہرست یہ ہے:

نمبر شمار	نام	ضلع	نمبر شمار	نام	ضلع
1	محمد ندیم	دنیاپور	2	محمد قاسم	ملتان
3	محمد شہزاد عالم	ملتان	4	خادم حسین	ملتان
5	لیاقت علی	ملتان	6	شاہد دین	ملتان
7	محمد طاہر امین	ملتان	8	ثناءاللہ	ملتان
9	سجاد احمد	ملتان	10	محمد شفیق	ملتان
11	امیر حمزہ	ملتان	12	شوکت علی	ملتان
13	عبدالرؤف	قصور	14	عبیدالرحمٰن	ملتان
15	سعیدالرحمٰن	ملتان	16	عائشہ رحمٰن	ملتان
17	صدیقہ رحمان	ملتان	18	شگفتہ رحمان	ملتان
19	محمد ارشاد	سرگودھا	20	فیض الحسن	قصور
21	امتیاز عالم	مسلم کالونی	22	محمد حلیم	چھنی قریشیاں
23	قدرت اللہ	چھنی قریشیاں	24	محمد نصیر	چھنی قریشیاں
25	محمد عبداللہ	ملتان	26	عبیداللہ	ملتان
27	اصغر مجاہد	ملتان	28	محمد علی	ملتان
29	ساجد سلیم	ملتان	30	فاروق حیات	چنیوٹ
31	فیض اللہ	مسلم کالونی	32	کاشف محمود	ملتان

33	شہباز احمد	جھنگ	34	امتیاز احمد	جھنگ
35	محمد ارشد	ملتان	36	محمد شعیب	ملتان
37	عبدالباسط	ملتان	38	عمر گل	مسلم کالونی
39	راحت نواز	مسلم کالونی	40	عبدالرحمٰن	چنیوٹ
41	شمشیر مرتضیٰ	جھنگ	42	شہباز عالم	ملتان
43	محمد ندیم اطہر	شورکوٹ	44	محمد طاہر بھٹی	ملتان
45	محمد شعیب	مسلم کالونی	46	قیصر محمود	ٹھٹھہ چندو
47	دل جان	چک جودھ	48	محمد افتخار	ملتان
49	محمد ساجد	سرگودھا	50	غلام مصطفیٰ	منڈی بہاؤالدین
51	محمد بلال	فیصل آباد	52	محمد یونس	تونسہ شریف
53	محمد خرم شہزاد	ملتان	54	محمد فیاض احمد	منڈی بہاؤالدین
55	محمد عمران	چنیوٹ	56	محمد آفتاب	ملتان
57	عابد حسین	چھنی قریشیاں	58	محمد یاسین	اوکاڑہ
59	محمد قاسم	مسلم کالونی	60	محمد نوید ایاز	مسلم کالونی
61	محمد امین	مسلم کالونی	62	محسن علی	مسلم کالونی
63	محمد نواز اسامہ	مسلم کالونی			

احمد نگر میں قادیانیوں کا مسلمانوں کی مسجد پر قبضہ

چناب نگر کے قصبہ احمد نگر میں مسلح قادیانیوں نے مسجد پر قبضہ کرلیا اور دیوار گرا کر قادیانی ہال کی تعمیر شروع کردی۔ بتایا گیا ہے کہ محلہ نور پورہ کی مسجد پر قادیانیوں نے رات کے وقت مسلح ہو کر قبضہ کیا اور مسجد کی دیواریں شہید کر کے اپنی عبادت گاہ کی تعمیر شروع کردی۔ جس سے عوام اشتعال پھیلا ہوا ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر کے مبلغ مولانا غلام مصطفیٰ نے تھانہ چناب نگر میں درخواست دی ہے کہ اس ناجائز اور غیر قانونی عبادت گاہ کی تعمیر کو فوری طور پر رکوایا جائے۔ انتظامیہ کی مداخلت پر کچھ دیر کے لئے تعمیر رک گئی مگر پھر دوبارہ قادیانیوں نے تعمیر شروع کردی ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا غلام مصطفیٰ نے ڈی ایس پی چناب نگر کریم نواز خان سے ملاقات کر کے حالات بتائے اور انتظامیہ کو خبردار کیا ہے کہ مذکورہ مسجد قادیانیوں سے واگزار نہ کرائی گئی تو بھرپور احتجاج شروع کردیا جائے گا۔

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے!!! ادارہ

نام کتاب : احکام فقہیہ قرآن کی روشنی میں

تحقیق : مولانا ڈاکٹر ابوطارق عبدالسلام قریشی

صفحات : ۴۲۰

قیمت : درج نہیں

ناشر : مکتبہ الولی بالمقابل ہوم اسٹیڈ ہال جناح روڈ پکا قلعہ حیدرآباد

جامعہ مفتاح العلوم حیدرآباد سندھ کے استاذ الحدیث حضرت مولانا عبدالسلام قریشی نے سندھ یونیورسٹی جام شورو سے پی ایچ ڈی کیا۔ مقالہ کا عنوان ’’احکام فقہیہ قرآن کی روشنی میں‘‘ تھا۔ آپ نے قرآنی آیات سے فقہی احکام اخذ کئے۔ ہر ایک آیت کریمہ بمع ترجمہ بیان کر کے آسان اور سادہ لفظوں میں اس سے جو فقہی مسئلہ مرتب ہوتا تھا لکھ دیا۔ پھر ان تمام مسائل کو ابواب فقہیہ پر تقسیم کیا۔ ان ابواب کی ترتیب یوں قائم کی۔

کتاب الطہارۃ‘ کتاب الصلوٰۃ‘ کتاب الزکوٰۃ‘ کتاب الصوم‘ کتاب الحج‘ کتاب النکاح‘ کتاب الطلاق‘ کتاب العتاق‘ کتاب الایمان‘ کتاب الحدود‘ کتاب القتال‘ کتاب البیوع‘ باب الربوا‘ کتاب الامانۃ‘ کتاب المحرمات‘ کتاب الفرائض‘ کتاب الوصایا۔

ان سترہ عنوانات کے تحت تمام قرآنی احکام کو درج کر کے قرآنی فقہ کا خوبصورت گلدستہ تیار کر دیا۔ مقالہ تو اس عمدگی اور خوبصورتی سے مرتب کیا کہ نہ صرف وہ منظور ہوا۔ بلکہ ڈگری بھی مل گئی۔ لیکن محترم عبدالسلام قریشی کے پیش نظر صرف ڈگری کا حصول نہ تھا۔ بلکہ اس محنت وکاوش کو دینی حلقوں تک پہنچانا تھا۔ چنانچہ آپ نے انتہائی عمدہ کتابت‘ خوبصورت طباعت‘ عمدہ کاغذ‘ اعلیٰ چھپائی‘ رنگین سادہ ٹائٹل‘ مضبوط اور پائیدار جلد کے ساتھ اس کتاب کو شائع کر کے اپنی محنت کو ٹھکانے لگا دیا۔

اس پر وہ علمائے کرام اور دینی حلقہ کی جانب سے مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اس پر ان کو جتنی مبارکباد پیش کی جائے کم ہے۔ اکابر علماء کرام کی تصدیقات نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا ہے۔ ورنہ مولانا عبدالسلام کا نام ہی کتاب کی ثقاہت کے لئے کافی ہے۔ امید ہے کہ اہل علم قدر کریں گے۔

☆......☆......☆

رعایتی قیمت

مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

رعایتی نرخ

قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ پروفیسر محمد الیاس برنیؒ قیمت: 150/-	**مقدمہ قادیانی مذہب** پروفیسر محمد الیاس برنیؒ قیمت: 75/-	**خاتم النبیین** حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ ترجمہ: مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 70/-	**تحفہ قادیانیت** جلد اول مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150/-
تحفہ قادیانیت جلد دوم مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150/-	**تحفہ قادیانیت** جلد سوم مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150/-	**تحفہ قادیانیت** جلد چہارم مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150/-	**تحفہ قادیانیت** جلد پنجم مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150/-
احتساب قادیانیت جلد اول مولانا لال حسین اخترؒ قیمت: 100/-	**احتساب قادیانیت** جلد دوم مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ قیمت: 125/-	**احتساب قادیانیت** جلد سوم مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ قیمت: 125/-	**احتساب قادیانیت** جلد چہارم حضرت کشمیریؒ حضرت تھانویؒ حضرت عثمانیؒ حضرت میرٹھیؒ قیمت: 125/-
احتساب قادیانیت جلد پنجم مولانا سید محمد علی مونگیریؒ قیمت: 125/-	**احتساب قادیانیت** جلد ششم قاضی سلیمان منصورپوریؒ پروفیسر یوسف سلیم چشتیؒ قیمت: 125/-	**احتساب قادیانیت** جلد ہفتم مولانا سید محمد علی مونگیریؒ قیمت: 125/-	**احتساب قادیانیت** جلد ہشتم مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ قیمت: 125/-
احتساب قادیانیت جلد نہم مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ قیمت: 125/-	**احتساب قادیانیت** جلد دہم مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ قیمت: 125/-	**قومی تاریخی دستاویز** مولانا اللہ وسایا قیمت: 100/-	**آئینہ قادیانیت** مولانا اللہ وسایا قیمت: 50/-
قادیانی شبہات کے جوابات مولانا اللہ وسایا قیمت: 50/-	**رئیس قادیان** مولانا محمد رفیق دلاوریؒ قیمت: 100/-	**سوانح مولانا تاج محمودؒ** صاحبزادہ طارق محمود قیمت: 80/-	**رفع نزول عیسیٰ علیہ السلام** مولانا عبداللطیف مسعود قیمت: 100/-

نوٹ: تحفہ مکمل سیٹ رعایتی قیمت -/600، احتساب قادیانیت مکمل سیٹ رعایتی قیمت -/1000

رابطہ: دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون: 514122، 583486

نوٹ: ڈاک خرچ کتب منگوانے والے حضرات کے ذمہ ہوگا۔

ایس ایس پی جھنگ کی خدمت میں ... سی ایس ایس سیکورٹی ایجنسی

نیا جال پرانے شکاری ... چناب نگر میں قادیانی سازش

قادیانی جماعت چناب نگر میں گرفت مضبوط رکھنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارتی رہتی ہے۔ پہلے پہرہ کے نام پر دھونس دھاندلی قائم کی گئی۔ کئی قادیانی خود چوری کی وارداتوں میں پکڑے گئے۔ ایک قادیانی نے سرعام قحبہ خانہ کھول کر مرزا قادیانی کی روح کو ایصال ثواب کیا۔ پہرہ کے نام پر قادیانی اوباش رات کو جو ہاتھ لگتا اسے زیر دام لاتے جو قابو نہ چڑھتا اس پر خود چڑھ دوڑتے۔

مسلم کالونی اور دیگر محلوں میں بعض مسلمان نوجوانوں پر انہوں نے ظلم کیا۔ صدائے احتجاج بلند ہوئی۔ گورنمنٹ نے پہرہ کے نام پر روکاوٹوں سے روک دیا۔ پہرہ کے نام پر تلاشی کے عمل کو ممنوع کر دیا۔ قادیانی شاطر قیادت نے چال چلی۔ لاہور میں سی ایس ایس سیکورٹی ایجنسی ہے۔ اس سے معاہدہ کر لیا۔ اپنے تمام رضا کار اس میں بھرتی کروالئے۔ وردی، لائسنس کی سہولت، سیکورٹی ایجنسی سے مل گئی۔ اب سیکورٹی کی وردی میں قادیانی بدمعاش واوباش چناب نگر میں پل پڑے نکالیں گے۔ رقص ہوں گے۔ دھوم مچے گی۔ غنڈہ گردی اپنے عروج کو پہنچے گی۔ وہی ناکے۔ وہی تعاقب۔ وہی نگرانی۔ وہی فائرنگ۔ سب کچھ سی ایس ایس کی چھتری کے نیچے ہوگا۔

اس پلان میں رنگ بھرنے کے لئے بنیادی کردار فہیم احمد ہرل قادیانی ساکن محلہ دارالعلوم چناب نگر نے ادا کیا۔ قاسم شاہ قادیانی ناظر امور داخلہ وخارجہ محمود احمد شاہ قادیانی صدر خدام الاحمدیہ چناب نگر اس کے کارمختار ہیں۔ چنانچہ اس سکورٹی کی جانب سے منظور احمد باجوہ قادیانی ساکن گولبازار چناب نگر کو اس سیکورٹی کا ضلعی انچارج بنایا گیا۔ ہارون احمد قادیانی ساکن فیکٹری ایریا، کلیم احمد قادیانی برادر فہیم احمد قادیانی دارالعلوم چناب نگر اس سیکورٹی ایجنسی سی ایس ایس کے ضلع جھنگ میں کرتا دھرتا ہیں۔ قادیانی خدام الاحمدیہ کے کارکنوں کو سی ایس ایس سیکورٹی ایجنسی میں بھرتی کیا گیا ہے۔

یہ خدام الاحمدیہ اس سیکورٹی کی چھتری و وردی کے ہوتے ہوئے ضلع جھنگ ایسے حساس علاقہ میں کیا کیا گل کھلائیں گے؟۔ شیعہ سنی کے نام پر قادیانی کیا وارداتیں کریں گے؟۔ چناب نگر میں کس طرح کیا کچھ ہوگا؟۔

اے کاش! ضلعی وصوبائی گورنمنٹ پولیس افسران پہلے اس کے نتائج پر غور کر کے اس کا تدارک کریں۔ سی ایس ایس سیکورٹی ایجنسی ہم نہیں جانتے اس کے ڈانڈے کہاں ملتے ہیں۔ اگر یہ مسلمان ہیں تو کیا قادیانی عزائم سے باخبر ہو کر ان کے آلہ کار بننے سے بچ پائیں گے؟۔

(مولانا) اللہ وسایا

خادم دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

Monthly *Laulak* Multan Regd. No. M-108

ردقادیانیت پر علماء کرام کی سہ ماہی تربیتی کلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں گاہے بگاہے
ردقادیانیت پر تیاری کے لئے فارغ التحصیل علماء کرام کی سہ ماہی کلاس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

- 18 شوال 1424ھ سے سہ ماہی کلاس جاری کی جارہی ہے۔
- جو حضرات اس میں شریک ہونا چاہیں وہ درخواستیں بھجوادیں۔
- کلاس میں شرکت کے خواہش مند حضرات وفاق المدارس پاکستان یا کسی مستند دینی ادارہ کا جید جداً میں سند یافتہ ہونا ضروری ہے۔
- ان حضرات کو قیام وخوراک کے علاوہ آٹھ سو روپے ماہانہ وظیفہ بھی دیا جائے گا۔
- ذوق مناظرہ اور شوق تبلیغ رکھنے والے حضرات جو امتحان میں باصلاحیت معلوم ہوں انہیں حسب ضرورت مجلس کے شعبہ تبلیغ میں خدمات کا موقع دیا جاسکتا ہے۔
- جملہ خواہش مند رفقاء سادہ کاغذ پر بمعہ مکمل پتہ کے درخواست بھجوادیں اور سندات ہمراہ لف کریں۔

تعلیم 18 شوال کو شروع ہوجائے گی

درخواست ورابطہ کیلئے

مرکزی ناظم اعلیٰ

(مولانا) عزیز الرحمٰن جالندھری

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون: 514122

نیا ویب سائٹ ایڈریس www.khatm-e-nubuwwat.com
http://www.lolaak.clickhere2.net